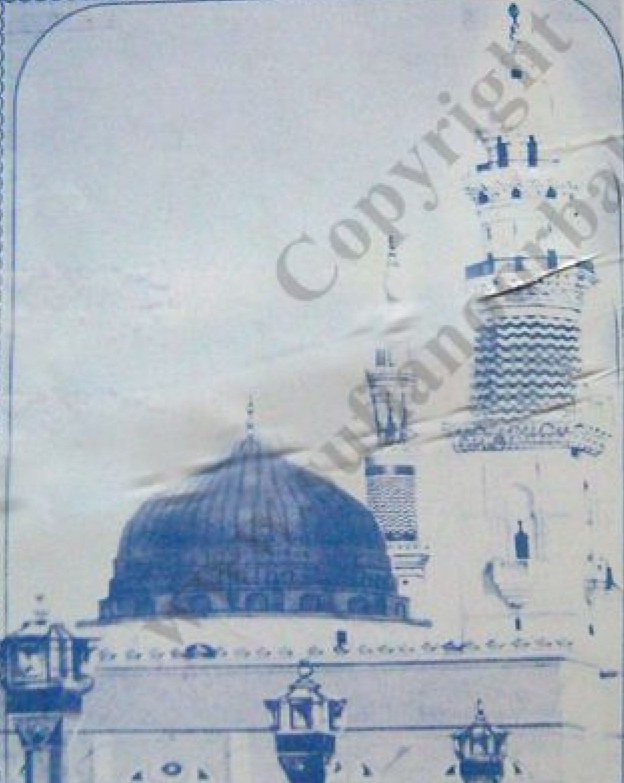
ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۷۶ — قیمت پندرہ روپے — اپریل/مئی ۲۰۰۳ء



Copyright www.sufianoorbakhshia.org

امامت

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رُخ دوست
زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے
دے کے احساس زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے
فتنۂ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطین کا پرستار کرے

فطرت کو خرد کے رُو برو کر
تسخیر مقام رنگ و بو کر
تو اپنی خودی کھو چکا ہے
کھوئی ہوئی شے کی جستجو کر

ضربِ کلیم

Copyright www.sultaneorbakhshia.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور رانحا دبین المسلمین کا نقیب

ماھنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۷۶ ═══ قیمت پندرہ روپے ═══ اپریل/مئی ۲۰۰۳ء

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم، مدیر اعلیٰ علامہ محمد بشیر، آرگنائزر: غلام مہدی تصوفی، جی ایچ معروفی، لیاقت علی خان

خط و کتاب کا پتہ: 358-A سیکٹر نمبر G-6/1-1، اسلام آباد پاکستان

اکاؤنٹ نمبر UBL 17738 سیکریٹریٹ برانچ، اسلام آباد

☆ مضامین اور مندرجات کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے۔ ☆

فہرست مضامین

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے انٹرگرافک پرنٹرز آئی نائن فور اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ 358-A G-6/1-1 سے شائع کیا۔

Composed & Designed By: Mujahid Hussain Kawish

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

☆ اداریہ ☆

تفکر و تذکر

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

اس کائنات کو انسان کے لئے ایک اور متاعِ الٰہی جیون کی غرض سے اللہ پاک نے عدم سے وجود میں لایا ہے۔ یہاں ہر فرد بشر اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اپنی اپنی پسندیدہ زندگانی کے لمحات گزارتا ہے۔ کوئی بڑی ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی بسر کرتا ہے۔ کوئی انتہائی ناخوشگوار زندگی گزارنے پر مجبور ہوتا ہے اور کوئی قدرے بین بین کی زندگی گزارتا ہے۔ عصر حاضر میں صرف مادی دولت پہ ناز اں رہنے والوں نے اس دنیا کو تین حصوں میں بانٹ دیا ہے۔

☆ پہلی دنیا۔

☆ دوسری دنیا۔

☆ تیسری دنیا۔

پہلی دنیا ان ممالک پر مشتمل ہوتی ہے جو ہر لحاظ سے نہایت ترقی یافتہ ہیں۔ وہ مادی ترقی میں کسی کے دست نگر نہیں ہوتے بلکہ دوسرے ان کے دست نگر ہیں۔

دوسری دنیا ان ممالک پر مشتمل ہوتی ہے۔ جو ترقی یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ بعض مادی ترقی کے معاملات وغیرہ میں دوسروں کے دست نگر بھی ہوتے ہیں۔

تیسری دنیا ان ممالک پر مشتمل ہوتی ہے جو مادی ترقی کے لحاظ سے ہر میدان میں پیچھے رہ گئے ہوں۔ وہ ترقی یافتہ ممالک کے اقتصادی تعاون کے دست نگر بن کے رہ جاتے ہیں۔ گویا خالص دنیوی زندگی پر نظر رکھنے والوں نے دنیا کو اپنی صوابدید کی بنا پر ان تین حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔

ترقی کے منازل طے کرنے کی تیز رفتاری کی وجہ سے دوسری دنیا کے بعض ممالک پہلی دنیا میں شامل ہو گئے ہیں۔ اس طرح سے تیسری دنیا کے بعض ممالک دوسری دنیا میں شمولیت کے قابل ہو گئے ہیں۔ اس تقسیم میں انسانی عقیدے کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا ہے۔ اس تقسیم کی بنیاد فی کس آمدنی، صنعتی ترقی اور عسکری قوت پر رکھی گئی ہے۔

حقیقی بٹوارہ:

دنیا کی یہ مذکورہ تقسیم فقط طلبگاران دنیا کی ذہنی پیداوار ہے۔ رب العالمین کے نزدیک اس عالم آب و گل میں بسنے والوں کی دو ہی قسمیں قابل ذکر ہیں۔

☆ سعید گروہ

☆ شقی گروہ

دونوں گروہوں کا اپنا اپنا منطقی انجام مقرر کرتا ہے۔ سعید گروہ کا انجام قرآن مجید نے یوں بیان فرمایا ہے۔ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّۃِ ۝ شقی گروہ کا انجام قرآن مجید نے یوں بیان فرمایا ہے۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ ۝ سعید گروہ چونکہ مخلصین پر مشتمل ہوتا ہے لہذا وہ حقیقی کامران گروہ کہلاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں شقی گروہ غیر مخلصین پر مشتمل ہوتا ہے، لہذا وہ حقیقی ناکام گروہ کہلاتا ہے۔ اسلامی دنیا میں حقیقی کامیابی اخروی کامیابی کا نام ہے۔ دنیوی کامرانی دوسرے نمبر کی چیز ہوتی ہے۔ ہاں دارین کی کامیابی زیادہ خوش نصیب شمار کی جاتی ہے، یعنی ظاہری طور پر زیادہ خوش نصیبی مراد ہے۔ کیونکہ جن حضرات کو دنیوی زندگی میں مصائب و آلام سے زیادہ واسطہ رہتا ہے اور دنیوی خوشحالی ان کے حصے میں نہیں آتی ہے۔ وہ اخروی زندگی میں مزید خوشحالی اور بلندی درجات

کے حامل ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ نے ہمیشہ اخروی آسائش کو مدنظر رکھتے ہوئے دنیوی آرام وراحت کو ٹھکرانے کا رویہ اختیار کیا ہے۔

تباہ کن غفلت:

اہل صوفیہ نوربخشیہ ایک غیر معمولی عرصے تک اپنے اصحاب کرامات بزرگان دین کے نقوش اقدام پر چلتے رہے۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے مکمل عملی زندگی گزارتے رہے۔ ایسے میں ان میں معنوی وحدت برقرار رہی۔ وہ ایک معنوی قوت کے حامل مضبوط مرکز پہ یک جان ہوکر متحد اور متفق رہتے ہوئے صوفیانہ اسلامی مجاہدہ اور مومنانہ اسلامی ریاضت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ زمانے کے نشیب وفراز اور غیر مخلصانہ رجحان نے فروغ پاکر ہمارے مرکز کو جب کمزور کردیا تو ہماری معنوی دیوار میں رخنہ پڑ گیا۔ سادہ لوح نوربخشی عوام کی اکثریت اسی رخنہ اندازی کی نذر ہوگئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے بہت سے نوربخشی علاقے نوربخشیوں کے معنوی وجود سے خالی ہوگئے۔ ایسی صورت حال ہمارے ذمہ دار اہل تبلیغ کی تباہ کن غفلت اور غیر مخلصانہ انداز اپنانے کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ اس غیر مخلصانہ انداز کا تسلسل تا حال دیکھنے میں آرہا ہے۔ اب تو غیر مخلصانہ خامہ فرسائی اپنا جوبن دکھارہی ہے۔ ہم نے اپنی گذشتہ تلخ تاریخی تجربات سے سبق حاصل کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ غیر صوفیہ نوربخشیہ کے عقائد کو صوفیہ نوربخشیہ کے عقائد قرار دے کر اشاعتی کام بڑے زور وشور سے کیا جارہا ہے۔ ہمارے بعض ذمہ دار اہل تبلیغ جان بوجھ کر اس رخنہ اندازی کی حوصلہ افزائی کرتے نہیں تھکتے۔ اس کے نتیجے میں آپس میں ہم کبھی دست وگریبان بھی ہوجاتے ہیں اور انتظامیہ کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔ گویا غیروں کی نسبت ہم کو اپنوں نے زیادہ معنوی خرابیوں سے دوچار کردیا ہے۔ بقول کسے!

غیروں کی دشمنی کا گلا ہم نے کب کیا
اپنوں کی شفقتوں کے ستائے ہوئے ہیں ہم

ایمان افروز

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اے داؤد!

''اس شخص کے لئے مبارک ہو جس نے میرے ذکر سے اپنے دل کو آباد کیا جو لوگوں کے ذکر سے ویران ہوا تھا''

ایک دن رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس سے گزر ہوا، جو خاموش بیٹھے تھے۔ پس آپ نے فرمایا:

''انہی ہونٹوں کو ذکر خدا کے ذریعے متحرک رکھو، کیونکہ قبر میں تم نے خاموش رہنا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام یوں فرمایا کرتے تھے۔

''اے اللہ! جب تو مجھے ذاکرین کی مجلس سے غافلین کی صحبت میں جاتے ہوئے دیکھے، تو میرا پاؤں توڑ دے، کیونکہ یہ ایک نعمت ہے جو تو مجھے دیتا ہے۔'' (رسالہ ذکریہ، سید علی ہمدانی)

جناب رسالتمآب ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

نماز کا فرض ہونا، حج وطواف کا حکم ہونا اور دوسرے ارکان کا مقرر کرنا۔ صرف ذکر الٰہی کے برپا کرنے کے لئے ہے۔ پس اگر تیرے دل میں جو مقصود ہے، اس کی یاد نہ ہو اور عظمت اور ہیبت مطلوب سے تیرا دل خالی ہو تو تیرے ذکر کی قیمت کچھ نہیں۔ (احیاء علوم الدین، ص ۲۹۱)

نگہ الجھی ہوئی ہے رنگ وبو میں!
خرد کھوئی گئی ہے چار سو میں!
نہ چھوڑ اے دل فغان صبحگاہی
اماں شاید ملے اللہ ھو میں!

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

☆ الکتاب ☆

القرآن

مولوی عبدالحمید چیلو

قَالُوْا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ط ترجمہ: فرشتوں نے عرض کیا، تیری ذات (ہر نقص) سے پاک ہے۔ ہمیں کچھ علم نہیں مگر اس قدر جو تو نے ہمیں سکھایا ہے۔ بے شک تو ہی (سب کچھ) جاننے والا، حکمت والا ہے۔

تشریح: اس آیت سے پہلے رب تعالیٰ کے جواب کا ذکر ہوا۔ اب سننے والے کو انتظار تھا کہ فرشتوں نے کیا عرض کیا۔ اب فرشتوں کے جواب کا ذکر فرمایا گیا۔ جب فرشتوں کو معلوم ہو گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام ہم سے زیادہ عالم اور افضل ہیں، تو اپنے عجز وانکساری، بشر کی افضلیت اور استحقاق خلافت کا اقرار کیا اور اس نعمت کا شکر ادا کیا کہ حق تعالیٰ نے ان کے پیدا کرنے کی حکمت ظاہر فرمائی اور عجز وانکساری اور تضرع کے ساتھ درگاہ الٰہی میں بول اٹھے۔ سُبْحَانَكَ، تو پاک ہے۔

سُبحان کا معنی: یہ لفظ سَبَح سے بنا ہے، جس کے معنی ہے 'تیرنا'۔ جیسے قرآن میں آیا ہے۔ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ O ہر (سیارہ) اپنے مدار میں تیر رہا ہے۔ چونکہ تیرنے والا کنارے سے دور نکل جاتا ہے، اس لئے دور ہونے کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ چونکہ جو ذات عیوب سے پاک ہو وہ تمام برائیوں سے دور ہوتی ہے۔

سُبحان کا استعمال: یہ عام طور پر تعجب، عجز وانکساری کا اظہار اور توبہ کے موقع پر بولا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت موسیٰ اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے۔ سُبْحَانَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ۔ تو پاک ہے میں نے تیری طرف رجوع کیا۔ حضرت یونس علیہ السلام عرض کرتا ہے۔ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ O (اے اللہ) تو پاک ہے میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا

اسی لئے فرشتوں نے بھی اپنی عاجزی وانکساری کا اظہار اور اپنی غلطی کے احساس پر توبہ کے لئے عرض کیا۔ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا

خلاصہ کلام: جب فرشتوں کو علم ہو گیا کہ ان سے اسماء کے بارے میں پوچھنا بطور امتحان نہیں کیونکہ امتحان اس چیز کی لی جاتی ہے جس کے بارے میں پہلے بتایا گیا ہو، تو انہوں نے بلا تامل اپنی عاجزی کا اظہار او[ر] اقرار کیا۔

توبہ کی حقیقت: اپنی غلطی اور کمزوری کا اعتراف کرنا اور پھر اس غلط[ی] کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی کا طلب گار ہونا حقیقی توبہ ہے۔ چنانچہ فرشتوں نے بھی اپنی کم علمی کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی۔ یہ نہیں فرمایا [کہ] اللہ تو نے ہمیں سکھایا ہی نہیں تھا تو ہم کیسے بتائیں۔ بلکہ فرشتوں نے جاننے کی کمزوری کی نسبت اسی طرف کر دی اور کہا لَا عِلْمَ لَنَا ک[ہ ہم] نہیں جانتے۔

آداب دعا: اس آیت میں دعا کے آداب بھی سکھائے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے سے پہلے اس کی حمد وثناء بیان کی جا[ئے] جیسا کہ ملائکہ نے سُبْحَانَكَ کہا۔ پھر جس قسم کی غلطی کی معافی طلب [کرنی] ہو، ان غلطیوں کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرے، جیسا کہ فرشتوں [نے] لَا عِلْمَ لَنَا پھر اپنی غلطی اور کمزوری بیان کرنے اور تسلیم کرنے میں [...] اور پس وپیش سے کام نہ لے۔ جیسا کہ فرشتوں نے اپنی کم علمی کا ا[قرار] کر کے اللہ کے محبوب ٹھہرے۔ جبکہ شیطان اپنی غلطی تسلیم کر[...]

بجائے دلیل پیش کرنے لگے۔ بما اغویتنی کہ جیسا تو نے مجھے گمراہ کر دیا۔ اس طرح وہ مردود ہو گیا۔

آیت نمبر ۳۳: قال یا آدم انبئھم باسمآئھم فلما انبأھم باسمآئھم قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السمٰوات والارض واعلم ماتبدون وماکنتم تکتمون

ترجمہ: اللہ نے فرمایا اے آدم (اب تم) انہیں ان اشیاء کے ناموں سے آگاہ کرو۔ پس جب آدم علیہ السلام نے انہیں اشیاء کے ناموں سے آگاہ کیا تو (اللہ) نے فرمایا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں کی اور زمین کی (سب) مخفی حقیقتوں کو جانتا ہوں اور وہ بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

گذشتہ آیت سے تعلق اور ربط

پچھلی آیت میں فرشتوں کی عجز اور معذرت کا ذکر تھا اب اس آیت میں اس معذرت کی قبولیت کا تذکرہ ہے۔ پچھلی آیت میں فرشتوں کی کم علمی کا ذکر تھا اور اب ان کی تکمیل کا۔

انبأھم باسمآئھم اس جگہ تفسیر روح البیان لکھتا ہے کہ آدم علیہ السلام کے لئے منبر بچھایا گیا اور تمام ملائکہ ان کے سامنے بیٹھے آپ نے اس پر کھڑے ہو کر تمام چیزوں کے نام بیان فرمائے۔ آدم علیہ السلام انہیں ہر اسم کا نفع بتا رہے تھے۔ پھر اللہ نے فرمایا میں زمین اور آسمان میں پوشیدہ تمام حقائق کو جانتا ہوں اور تم جو یہ کہہ رہے تھے کہ آسمان زمین میں فساد پھیلائے گا اسے بھی جانتا ہوں اور جو بات اپنے دل میں چھپا رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم سے برگزیدہ اور کسی کو پیدا نہیں کرے گا، اس کا بھی علم ہے۔

نکتہ:

اس آیت سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کے وسیلے سے فرشتے جس علم سے ناواقف تھے وہ انہیں دیا گیا۔ کیونکہ آدم علیہ السلام کو دیے گئے مسمیات کا علم آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے لئے بتانے کا حکم ہوا اور آدم علیہ السلام نے ان مسمیات کا علم فرشتوں کو بتا دیا۔

فلسفۂ تضاد و جدال:

جب فرشتے بارگاہ ایزدی میں اپنے عجز کا اظہار کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی علمی برتری کا مشاہدہ کرایا اور جب حضرت آدم علیہ السلام کی علمی فضیلت اور ان کے استحقاق خلافت کے بارے میں کسی قسم کی شک وشبہ اور حیرت واستعجاب کی گنجائش نہ رہی تو اس واقعے کے ذریعے فرشتوں پر اس حقیقت کو آشکار کرنا مقصود تھا کہ بنی آدم کے اندر نہ صرف خون ریزی اور فساد انگیزی کا ملکہ موجود ہے، بلکہ اسے علم وشعور کی وہ استعداد بھی عطا کی گئی ہے، جس کے باعث وہ کائنات کی تکوینی حکمتوں اور مصلحتوں کو سمجھ سکتا ہے۔ اچھائی اور برائی میں واضح فرق کر سکتا ہے اور اشیاء عالم کو اپنے تصرف میں لا کر ان کے خواص وافعال کو جاننے کی وجہ سے نہیں بلکہ نیک اور بد مقاصد کے حصول کے لئے استعمال بھی کر سکتا ہے۔ اس لئے ہم نے انسان کو کرۂ ارض کی خلافت عطا کی، کیونکہ وہ خیر وشر دونوں قوتوں اور ان کی خاصیتوں سے آشنا ہے۔ اگر انسان اپنے اندر صرف جنگ اور فساد کا ملکہ اور قدرت رکھتا، علم وشعور سے بہرہ ور نہ ہوتا تو پھر اسے فتنہ وظلم کا منبع قرار دیا جا سکتا تھا۔ خون ہمیشہ باطل مقصد کے لئے تو نہیں بہا کرتا یہ دنیا کے اندھیروں میں شمع حق روشن کرنے کے لئے بھی بہا کرتا ہے، اور پھر اس کار گہ حیات میں انسانی اقدار کی حفاظت اور فروغ کی کونسی جدوجہد ہے جس میں جان کی قربانی دیے بغیر ہی منزل مقصود مل جاتا ہو۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اگر خون حق وباطل کی تمیز کیے بغیر ہے تو وہ خون ریزی شمار ہوگا اور اگر اس تمیز کی بناء پر ہے، تو جہاد فی سبیل اللہ ہوگا۔

اس فرق کو شاعر نے یوں خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔

نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ زیاد کی وہ جفا رہی
جو رہا تو نام حسین کا، جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

اس لئے کہ،

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

☆ فقہ ☆

مجموعۂ شریعت محمدیہ

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

وَكُلُّ مَانُهِيَ عَنْهُ أَوْ أُمِرَ بِهِ فِيهَا لَوْ فَعَلَهُ أَوْ تَرَكَهُ عَمْدًا بَطَلَتْ صَلٰوتُهُ أَوْ سَهْوًا فَوَجَبَ عَلَيْهِ التَّدَارُكُ وَسَجْدَتَا السَّهْوِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ وَهُمَا وَاجِبَتَانِ فِيْ سَهْوِ الْوَاجِبَاتِ وَسُنَّتَانِ فِيْ سَهْوِ الْمَسْنُوْنَاتِ وَيَجُوْزُ اَدَاءُ هُمَا قَبْلَ السَّلَامِ وَبَعْدَ السَّلَامِ وَالْاَوْلٰى فِيْ سَهْوِ الْوَاجِبَاتِ قَبْلَ السَّلَامِ وَفِيْ سَهْوِ الْمَسْنُوْنَاتِ بَعْدَ السَّلَامِ فَلَوْ وَقَعَتَا قَبْلَ السَّلَامِ يَنْبَغِيْ اَنْ يُكَبِّرَ وَيَسْجُدَ سَجْدَتَيْنِ كَمَا فِي الصَّلٰوةِ مَعَ قَعْدَةٍ بَيْنَهُمَا وَالطُّمَانِيْنَةُ فِيْهِمَا وَالتَّسْبِيْحُ وَالدُّعَاءُ فِيْهِمَا كَمَا فِيْ سُجُوْدِ الصَّلٰوةِ وَلَوْ وَقَعَتَا بَعْدَ السَّلَامِ فَيَزِيْدُ بِاَنْ يَنْوِيَ وَيَرْفَعَ يَدَيْهِ مَعَ التَّكْبِيْرِ وَيَتَشَهَّدُ خَفِيْفًا وَيُسَلِّمُ ثَانِيًا

ترجمہ: نماز میں اگر کسی بھی ممنوع چیز کو جان بوجھ کر کر بیٹھے یا کسی بھی مامور چیز کو جان بوجھ کر چھوڑ دے تو نماز گزار کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اگر بھول چوک کی وجہ سے ایسا ہو جائے تو اس کی تلافی کرنا اور تشہد کے بعد سہو کے دو سجدوں کا بجالانا واجب ہے۔ یہ دونوں سجدے نماز کے واجب افعال کے سہو کی صورت میں واجب اور نماز کے مسنون افعال کے سہو کی صورت سنت ہیں۔ ان دونوں سجدوں کا بجالانا سلام پھیرنے سے پہلے بھی روا ہے اور سلام پھیرنے کے بعد بھی جائز ہے۔ واجب افعال کے سہو کی صورت میں سہو کے سجدوں کا سلام پھیرنے سے پہلے بجالانا اور مسنون افعال کے سہو کی صورت میں سہو کے سجدوں کا سلام پھیرنے کے بعد بجالانا بہتر ہے۔ اگر سہو کے سجدے سلام پھیرنے سے پہلے وقوع پذیر ہوں تو چاہیے کہ نماز گزار تکبیر کہے اور سجدۂ نماز کی مانند دو سجدے بجالائے جبکہ دونوں سجدوں کے درمیان قعدۂ خفیف ہو، دونوں سجدوں میں اطمینان سانس لینا، تسبیح سجدہ پڑھنا اور دعا کا پڑھنا جیسا کہ نماز کے سجدوں میں ہے، کرے۔ اگر سہو کے دونوں سجدے سلام پھیرنے کے بعد وقوع پذیر ہوں تو نماز گزار مزید یہ کام کرے کہ وہ نیت کرے اور تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کو اٹھائے ہلکا سا تشہد پڑھے اور بار دیگر سلام پھیر دے۔

وضاحت:

مذکورہ عبارتوں میں امور ذیل کی وضاحت کے ساتھ خوب نشاندہی کی گئی ہے۔

۱۔ بطلانِ نماز کی صورت

۲۔ نقصان نماز کی صورت

۳۔ تلافی نقصان کی صورت

۴۔ سجدۂ سہو کی نوعیت

۵۔ ہنگام سجدۂ سہو

۶۔ بہتر صورت

۷۔ طریقۂ ادائگی

تفصیل وضاحت:

۱۔ بطلانِ نماز کی صورت: اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار فرد کی طرف سے نماز کی بجا آوری کے دوران نماز کے منافی کوئی حرکت وغیرہ سرزد ہو جائے۔ نماز کے واجبات کی بجا آوری کرتے وقت ترتیب وغیرہ میں خلل اندازی وقوع پذیر ہو جائے۔ اس قسم کی صورت حال جان بوجھ

www.sufianoorbakhshia.org Copyright

پیدا ہو جائے تو اس سے نماز یکسر باطل ٹھہرتی ہے۔ نماز گزار کے حق میں اس باطل شدہ نماز کی دوبارہ بجا آوری واجب ہو جاتی ہے۔

۲۔ نقصان نماز کی صورت: اس کا مطلب یہ ہے کہ بطلان نماز کی مذکورہ صورتیں وغیرہ نماز کی ادائیگی کے دوران نماز گزار سے بھول چوک کی بنا پر وقوع پذیر ہوں۔ اس قسم کی صورت حال کی وجہ سے نماز بطلان سے ہمکنار ہونے سے تو بچ جاتی ہے مگر اس میں قدرے نقص پیدا ہوتا ہے۔ گویا نماز کی صحت کو ایک قسم کی بیماری لگ جاتی ہے مگر یہ بیماری قابل علاج ہوتی ہے۔ اس کا مخصوص علاج شرعاً مقرر ہے۔

۳۔ تلافی نقصان کی صورت: اس کا مطلب یہ ہے کہ نقصان نماز کی جو صورت مذکور ہوئی ہے۔ وہ ایک قسم کی معنوی بیماری ہے جس نے نماز کی صحت کو تھوڑا سا متاثر کیا ہے۔ لہذا نماز کی مکمل تندرستی کی خاطر شرعاً اس بیماری کا علاج کرنا پڑتا ہے۔ اس علاج کا نام سجدۂ سہو ہے۔ گویا تلافی نقصان کی صورت سجدۂ سہو کی بجا آوری کی شکل میں پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ سجدۂ سہو کی نوعیت: چونکہ سجدۂ سہو نماز کو لاحق ہونے والے ایک قابل علاج مرض کے معنوی معالجہ کا نام ہے لہذا اس کی اپنی ایک خاص نوعیت ہے۔ اگر یہ مرض نماز کے واجبات میں سے کسی واجب حکم کو لگ جائے تو اس کا علاج بھی واجب ہے لہذا سجدۂ سہو اس صورت میں واجب ٹھہرتا ہے۔ اگر یہ مرض نماز کے مسنون افعال میں سے کسی مسنون حکم کو لگ جائے تو اس کا علاج بھی مسنون ہے لہذا سجدۂ سہو اس صورت میں مسنون ٹھہرتا ہے۔

۵۔ ہنگام سجدۂ سہو: اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو لاحق ہونے والی بیماری کے علاج کے مرحلے کا تعین کیا جائے۔ چنانچہ اس مرحلے کا تعین یوں کیا گیا ہے کہ نماز گزار سجدۂ سہو کی بجا آوری تشہد کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے بھی کر سکتا ہے۔ اور سلام پھیرنے کے بعد بھی اس کی بجا آوری شرعاً روا ہے۔ گویا دونوں صورتوں کو شرعاً جواز کا درجہ حاصل ہے۔

۶۔ بہتر صورت: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نماز کے واجبات میں سے کسی واجب حکم کو لگنے والی بیماری کا علاج ہو تو علاج بھی واجب یعنی سجدۂ سہو بھی واجب ہونے پر اس کی بجا آوری سلام پھیرنے سے پہلے کی جائے یہ بہتر صورت ہے۔ اگر نماز کے مسنون افعال میں سے کسی مسنون فعل کو لگنے والی بیماری کا علاج ہو تو علاج بھی مسنون یعنی سجدۂ سہو بھی مسنون ہونے کی بنا پر اس کی بجا آوری سلام پھیرنے کے بعد کی جائے، یہاں پر یہ بہتر صورت ہے۔

۷۔ طریقۂ ادائیگی: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر سہو کے سجدے سلام پھیرنے سے پہلے بجالانا چاہے تو دل میں نیت کا تصور کر کے تکبیر پڑھ کر ٹھیک نماز کے سجدوں کی مانند دو سجدے بجالائے اور سجدۂ نماز کے جملہ احکام یہاں بھی بجالائے پھر سلام پھیر دے۔ اگر سہو کے سجدے سلام پھیرنے کے بعد بجالانا چاہے تو پہلے نیت کرے اور تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کو اٹھائے۔ سہو کے دونوں سجدے بجالائے۔ یہاں بھی سجدۂ نماز کے جملہ احکام بجالائے پھر ہلکا سا تشہد پڑھے اور بار دیگر سلام پھیر دے۔ نیت کی دو صورتیں روا ہیں۔

۱۔ اسجد سجدة السهو جبر النقصان الصلوة لوجوبها قربة الى الله ٥

(مسنون ہونے کی صورت میں لندبھا پڑھیں لوجوبھا کی جگہ)

۲۔ اسجد سجدتی السهو جبر النقصان الصلوة لوجوبهما قربة الى الله ٥

(مسنون ہونے کی صورت میں لوجوبھما کی جگہ لندبھما پڑھیں)

خوب آگاہ رہے! کہ سہو کے دو سجدے ہوا کرتے ہیں۔ نیت کی پہلی صورت میں جنس سجدہ کا ذکر ہے۔ یہی شرعاً کافی اور درست ہے۔ نیت کی دوسری صورت میں دونوں سجدۂ سہو کا تذکرہ لفظوں میں بھی کیا گیا ہے۔ عوام الناس کے حق میں نیت کی پہلی صورت قدرے آسان ٹھہرتی ہے۔

ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر ط
بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

Copyright www.sufinoorbakhshia.org

☆افکار نو☆

حق کا علمبردار کون؟

مجاہد حسین کاوش

اس وقت کرۂ ارض پر تقریباً 192 خود مختار آزاد ممالک معرض وجود میں آئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی اپنی الگ فوج، پرچم، حکومت اور سرحد بند زمین قطعے ہیں۔ مگر وہ چیز جو زیادہ اہمیت کی حامل ہے اور جس کے ذریعے ہی اس ملک کی شناخت کرائی جاتی ہے وہ اس ملک کا پرچم ہے۔ ہر آزاد ملک کا اپنا ایک منفرد پرچم ہوتا ہے۔ اقوام متحدہ کی پارلیمنٹ کے سامنے لہراتے ہوئے 185 ملکوں کے پرچم دنیا کے نقشے پر اپنے آزاد وجود اور منفرد تشخصات کا احساس دلاتے ہیں۔

پرچم بظاہر کپڑے کا ایک ٹکڑا ہے جس پر مخصوص کلر اور علامت پرنٹ کی ہوئی ہے مگر جب یہ کسی خاص رنگ اور شکل میں کسی آزاد ملک سے منسوب ہو جائے تو اس ملک کی آزادی، خود مختاری اور وقار کی علامت بن جاتا ہے۔ اس کی عظمت وہی لوگ ہی جانیں جنہوں نے کارزار میں وقار پرچم کی پاسداری کرتے ہوئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا مگر اپنے ملک کے پرچم سرنگوں ہونے نہیں دیا۔

آج کرنل شیر خان اور لالک جان جیسے شہیدوں کے نام ہم احترام و تکریم سے کیوں لیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے سبز ہلالی پرچم کی سر بلندی کی خاطر اپنے جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا۔ سیاچن و شوق کے چوٹیوں پر ہو یا گلتری اور کھرمنگ کے محاذوں پر، سبز ہلالی پرچم کی سربلندی کیلئے آج بھی ارض شمال کے سپوت انہی شہیدوں کے پیروی میں ثابت قدم ہیں۔

دنیا کا کوئی سا بھی پرچم ایسا نہیں ہے جسے سرنگوں نہ کیا جاتا ہو سوائے سعودی عرب کے۔ وہ پرچم اس لئے سرنگوں نہیں کیا جا سکتا کہ اس پر لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ لکھا ہے۔ یہی تو وہ کلمہ ہے جسے ... رکھنے کی خاطر 14 سو سال سے اسلام کے جانثار موت و حیات ... معرکوں میں دیوانہ وار جانوں کا نذرانہ پیش کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ... اس کلمے والے پرچم کو کیونکر سرنگوں کیا جا سکتا ہے۔

پرچم کسی ملک کے علاوہ تنظیموں، پارٹیوں اور اداروں کے بھی ہوتے ہیں ... اسی سے ان کی شناخت اور ان کے منشور (عزم و ارادوں) کی ترجمانی ... ہوتی ہیں۔ پرچم کی تشکیل میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ جھنڈے کے رنگ و شکل ادارے یا پارٹی کی منشور اور نصب العین کا زیادہ سے زیادہ غمازی کر رہا ہو۔

پرچم کی عظمت ہر دور میں مسلم رہی ہے۔ بالخصوص اسلامی جنگوں نے ... کی عزت و توقیر میں مزید اضافہ کیا ہے۔ اس لحاظ سے پرچم نہ صرف ... بلکہ اسلامی شعار بھی ہے۔

جنگِ احد میں تقریبِ علم برداری:

معرکۂ احد سے پہلے تاجدار رسالت ﷺ نے تین جھنڈے منگوا... علم بردار کے اعزاز کو جو زمانہ جاہلیت سے چلا آتا تھا، اسلام نے اور زیا... کر دیا تھا۔ رسول اقدس ﷺ نے جھنڈے عطا فرمانے شروع کئے ... قبیلہ اوس جو انصار کا بہت اہم قبیلہ تھا۔ اس کا جھنڈا حضرت اسید بن حض... کو عطا فرمایا۔ قبیلہ خزرج جو انصار ہی کا ایک اہم قبیلہ اور اس کی ... تھا، اس کا جھنڈا حباب بن منذرؓ کو عنایت فرمایا۔ مہاجرین کا جھنڈا حضر... علیؓ کو عنایت فرمایا گیا۔ لیکن آپ کو معلوم ہوا کہ کفار مکہ نے پرانی رسو... کے مطابق اب تک یہ اعزاز بنی عبدالدار ہی کے لئے محفوظ رکھا ہے۔

ابوسفیان نے روایات قریش کی پاسبانی کرتے ہوئے اس مرتبہ بھی جھنڈا عبدالدار قبیلے ہی کے ایک صاحب کو دیا ہے تو آپ نے اسی قبیلے کے ایک ممتاز مہاجر اور مجاہد حضرت مصعب بن عمیرؓ کو بلایا اور یہ کہہ کر جھنڈا ان کے سپرد کر دیا۔ "خاندانی روایات کا احترام کرنا کافروں سے زیادہ ہمارا حق بنتا ہے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بنفس نفیس گھوڑے پر سوار ہوئے، کندھے پر کمان لگائے، ہاتھ میں نیزہ لئے، سر پر لوہے کی ٹوپی اور خود پہنے اس لشکر جرار کی قیادت فرما رہے تھے۔

جھنڈا پوری جنگ کا محور و مرکز تھا۔ اس کے گرنے سے قومیں ہارنے کا اعلان سمجھ لیتی تھیں اور اس کی سربلندی قوم کے لئے باعث صد افتخار تھی۔

ابوسفیان نے بنی عبدالدار کو مزید مضبوط کرنے کے لئے ایک طنز کیا۔ اور انہیں یاد دلایا کہ بدر میں نضر بن حارث نے جھنڈے کی عزت اسے گرا کر برباد کر دی تھی اور قریش کو کیسی ذلتوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اگر آج بھی ایسا ہی ہوا تو رہی سہی عزت بھی خاک میں مل جائے گی۔ کہنے لگے۔ "بدر میں جو کچھ ہونا تھا، ہو چکا۔ اب اگر آپ اس بات کے لئے تیار ہیں کہ جھنڈے کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں لڑا دیں تو بے شک آج بھی جھنڈا آپ ہی کا حق ہے اور اگر آپ میں اتنی ہمت نہ ہو تو پھر ہمیں اجازت دیجئے ہم اپنی جانوں کی قیمت پر اس جھنڈے کی عزت کو برقرار رکھیں اور اپنا فرض نبھائیں۔" آل عبدالدار نے یہ طنزیہ گفتگو سنی تو حوصلہ اور قوت برداشت جواب دے گئی، کہنے لگے۔ ابوسفیان یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اپنا خاندانی اعزاز آپ لوگوں کو دے دیں، ہم موت سے جان چرانے والے نہیں۔ جھنڈا ہمیں دیجئے اور میدان جنگ میں آپ دیکھ لیں کہ ہم کیا کرتے ہیں۔

علم برداری کا حق ادا کر دیا:

ابوسفیان جو چاہتے تھے وہ ہو گیا تھا۔ عبدالدار کی قبائلی عصبیت اور قومی غیرت بیدار ہو گئی تھی۔ وہ اپنے آپ کو اس اعزاز کا حقدار ثابت کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے پر تل چکے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ باوجود کافر ہونے کے، انہوں نے اپنے جھنڈے کو بلند رکھنے کا حق ادا کر دیا۔ اس خاندان کے سات نوجوان یکے بعد دیگرے قتل ہو گئے مگر جھنڈے کی حفاظت پر کوئی آنچ نہیں آنے دی۔ ایک کے بعد دوسرا ڈٹ گیا اور دوسرے کے بعد تیسرا۔ جب ان کے دوسرے علمبردار کو حضرت علیؓ نے مار گرایا تو پھر جھنڈے کو اس کے بھائی عثمان بن ابی طلحہ نے اٹھایا اور یہ کہتے ہوئے مقابلے کی دعوت دی۔

انّ علىٰ أهل اللواء حقًا

الصعدةُ أوْ تندقا

کہ جس کے ہاتھ میں جھنڈا ہو اس کا یہ فرض ہے کہ اپنے نیزے کو دشمن کے خون سے رنگ لے اور پھر اتنا لڑے کہ نیزہ ٹوٹ جائے۔

اور اب جھنڈا اٹھانے کی ہمت قریش صبر و ضبط کا پیمانہ ٹوٹ گیا اور عام جنگ شروع ہو گئی۔ اللہ کے شیر اور مجاہد ہر طرف چھائے ہوئے تھے۔ کفر و شرک کے نام لیوا جان بچانے کی فکر میں تھے۔ انکے پاؤں اکھڑ رہے تھے۔

جھنڈے کی حفاظت:

جنگِ اُحد میں بنی عبدالدار ہی کے ایک فرزند ارجمند کو نبی کریمؐ نے مہاجرین کا جھنڈا عنایت فرمایا تھا۔ یہ وہ نوجوان تھا جس نے سب سے پہلے مدینہ طیبہ میں جمعہ قائم کیا تھا۔ حتیٰ کہ یہ ایک ایسے فریضے کی ابتدا تھی جس کا آغاز رسول اللہ بھی مکہ مکرمہ میں رہ کر نہ کر سکے۔ اہل مدینہ کے لئے نبی کریم ﷺ کا نقیب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آج احد کے دن مسلمانوں کے جھنڈے کا امین تھا۔ مشرکین مکہ کا ایک گروہ اس بات پر سر دھڑ کی بازی لگا کر لڑ رہا تھا کہ کسی طرح یہ جھنڈا سرنگوں ہو جائے۔ مصعب بن عمیرؓ دو کام کر رہے تھے ایک جھنڈے کا دفاع اور دوسرے کافروں کو رسول اللہ سے دور رکھنا۔ عبداللہ بن قمیہ نے پے در پے حملے کرنے شروع کئے اور مصعب بن عمیرؓ نے دفاعی رخ اختیار کر لیا۔ مگر تمام تر دفاع کے باوجود ان کا دایاں ہاتھ جس میں جھنڈا تھا کٹ گیا، فوری طور پر انہوں نے جھنڈے کو بائیں ہاتھ میں تھام لیا۔ کفار مکہ نے ایک وار

بائیں ہاتھ پر کرکے اسے بھی جسم سے الگ کر دیا۔ مصعبؓ دونوں ہاتھ کٹوا کر زمین پر بیٹھ گئے، یہ طے کر لیا کہ جیتے جی مسلمانوں کا پرچم سرنگوں نہیں ہونے دیں گے۔ دونوں گھٹنوں کے درمیان جھنڈا تھام کے اسے اوپر سے سینے اور گردن کا سہارا دے کر کھڑا کئے رکھا، یہاں تک کہ ابن قمہ نے آگے بڑھ کر مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی گردن سر سے ڈھلکا دی۔ مصعبؓ نے اپنا ایک ایک رنگ اللہ کے لئے قربان کر دیا اور وہ یہ کہنے کے حق دار تھے کہ،

جو تجھ بن، بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو اب وفا کر چلے

جھنڈے کی حفاظت اور مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے انہوں نے ایسی قربانی پیش کر دی کہ اقوام عالم اس کی نظیر لانے سے عاجز ہیں، ہم میں یہ احساس کب بیدار ہوگا کہ ہم بھی ایک ہلالی سبز پرچم کے امین ہیں۔ ہمیں اسے سربلند رکھنا اور دیکھنا ہے اس کیلئے قربانی سے گریز نہیں کرنا اور کافروں کے سر کاٹنے سے ان پر کاری ضرب لگانے سے دریغ نہیں کرنا ہے۔

حضرت شاہِ ہمدانؒ کا علم:

حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ سے اہل کشمیر کی عقیدت کا یہ عالم ہے کہ انفرادی تکالیف میں زیارت گاہ جناب امیر کبیر پر دعا کرنے کے علاوہ اجتماعی مصائب میں بھی پوری آبادی خانقاہ معلیٰ کے صحن میں جمع ہو جاتی ہیں۔ جب بھی قحط سالی آجائے یا وبا پھیل جائے یا حالات خطرناک ہو جائیں تو قدیم رواج کے مطابق لوگ یہاں سے عیدگاہ ایک جلوس کی شکل میں جاتے ہیں۔ اس جلوس کے آگے حضرت شاہ ہمدان کا علم ہوتا ہے۔ چلہ خانے سے یہ علم درود شریف پڑھتے ہوئے نکالا جاتا ہے۔ پھر اسی علم کی سرکردگی میں عیدگاہ پہنچتے پھر وہاں دو رکعت نفل نماز ادا کی جاتی اور بڑے خشوع وخضوع سے اللہ عزّ وجل شانہ کے حضور دعا مانگی جاتی۔ عقیدت مندوں کا یقین تھا کہ یہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

احیائے تصوف کا علمبردار:

عنوان نگارش کی جاذبیت کی خاطر احیائے تصوف کا علمبردار یعنی نوائے صوفیہ کو بھی زیر تحریر لایا گیا ہے۔ بقول "بات سے بات نکلتی ہے" جب "احیائے تصوف کا علمبردار" کے عنوان کو شامل مضمون کیا گیا تو ضروری سمجھا کہ کوتاہ نظر ناقدین کے اعتراضات پر بھی مختصر تبصرہ اور ان کے واہمات و مفروضات کا مختصر صوفیانہ تجزیہ بھی پیش کیا جائے، تاکہ امن پسندی کی خاطر اپنائی ہوئی خاموشی کو کمزوری نہ سمجھا جائے، تاکہ معیوب نیت کے ہمدردوں کو اس بات کا عندیہ دیا جائے کہ ہم نے اس گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے، تاکہ مخلصین طریقت کو ہمارے اظہار جرأت کے فقدان کا گلہ نہ رہے۔ میں اپنے ان تجزیات کو مدلل جواب تو نہیں کہہ سکتا بلکہ علمائے کرام ہی دینی معاملات سے متعلق بہتر جواب دے سکتے ہیں اس سلسلے میں علمائے کرام کی طرف سے زرین خیالات وتاثرات کے آنے کا انتظار رہے گا۔ واللہ الموفق لمن یشاء

قارئین کرام! اس وقت ملت نوربخشیہ کو کتاب "سیرۂ معصومین" کے بعد "تبیان" کی صورت میں جارحیت کا سامنا ہے۔ جس طرح کتاب کا نام انتہائی دیدہ زیب عنوان "سیرۂ معصومین" استعمال کرکے خود انہی معصومین علیہم السلام کے سیرت طیبہ اور حاصل زندگانی دین اسلام کا مذاق اڑایا گیا ہے، بالکل اسی طرح رسالے کا نام "تبیان نوربخشیہ" رکھ کر خود نوربخشیت کی آفاقیت اور اس کے نصب العین کی دھجیاں بکھیرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جبکہ "تبیان" ایک قرآنی لفظ ہے۔ جیسا کہ سورۃ النحل میں قرآن شریف کی عظمت میں فرمایا گیا ہے۔ ما فرطنا فی الکتاب من شئ ؛ وفیه تبیان کل شئ ؛ ٥ صحافتی امانتوں کے خائنوں نے قرآنی لفظ کا خول چڑھا کر مضامین اور مندرجات کا اہداف خود اسی کتاب مقدس کے احکام وحقائق کی تکفیر میں رکھا گیا ہے۔

"تبیان" کی کج روش نظریات کوئی "نئی آفت" نہیں ہے بلکہ یہ ایک تخریبی تحریک کا تسلسل ہے۔ اس سے پہلے حسن نوری کی کتابوں میں بالخصوص

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

''صحیفۂ نوربخشیہ'' نامی غلیظ پمفلٹ میں کیا کچھ نہیں لکھا گیا ہے۔ تہذیب واخلاق کے سارے ضوابط کو بری طرح پامال کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے ہر فقرہ اور ہر پیرائے میں ''شرم تم کو مگر نہیں آتی'' سرچڑھ کے احتجاج کرتی ہوئی نظر آتی ہے، مگر ضمیر کے مردے یہ لوگ اپنی شرمناک فعل پر بجائے شرمسار ہونے کے شاداں نظر آتے ہیں۔ ''صحیفۂ نوربخشیہ'' نام رکھ کر نہ صرف لفظ نوربخشیت کی تقدس کی بے حرمتی کی ہے بلکہ اس سے کہیں زیادہ سلسلہ صوفیہ نوربخشیہ کے زعماء وعلمائے کرام کے شان میں اتنی غلیظ قسم کی گستاخیوں اور بے ادبیوں کی بھرمار کی گئی ہیں کہ جنہیں زبان دہرا نہیں سکتی اور قلم اظہار نہیں کر سکتا کہ کہیں حرمت قلم کی بے ادبی نہ ہو جائیں۔ ایسے قلمی خیانت کہ جن کا کسی حقیقی نوربخشی دعویدار سے ہونا درکنار بلکہ کسی اور مسلک والے بھی گوارا نہیں کر سکتے، مگر سکندری قوم نے وہ کام بھی کر دکھائے ہیں کہ ''یہ مسلماں ہیں جن کو دیکھ کر شرمائے یہود وہنود''

دخل درمعقولاتِ تصوف کی مذموم کوشش:

نوائے صوفیہ حقیقی معنوں میں احیائے تصوف کا علمبردار ہے اور بجا طور پر ہم اپنے ترجیحات کے معاملے میں سنجیدہ اور کوشاں ہیں۔ ''تبیان'' کے گذشتہ ایک شمارے میں نوائے صوفیہ کی صحافتی عظمت کے خلاف کیچڑ اچھالتے ہوئے لکھا گیا تھا۔

''تصوف کو احیاء کرنے کا مطلب نفرت پھیلانا، دوسروں کا آلۂ کار بننا، آستین کا سانپ بننا نہیں بلکہ دین خدا سے متعلق آشنائی اور صراط مستقیم کی رہنمائی ہے۔۔۔۔۔ اس رسالے کا کردار نہایت معاندانہ، متعصبانہ، اور فرقہ وارانہ ہے۔ شمالی پریس میں یہ واحد رسالہ ہے جو مذہبی اقدا۔۔۔ ووانہدار بنانے میں کردار ادا کر رہا ہے۔۔۔۔۔ مشورہ دیا ۔۔۔ ہے کہ مذہب کی حفاظت مثبت اشاعتی کارکردگی میں ۔۔۔ ہے۔ اس لئے ان پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے جہاں سے ۔۔۔ بین اتحاد واتفاق کا اشارہ ملتا ہو۔ جالیہ کردار نہ دینداری ہے نہ احیائے تصوف۔ صوفیائے کرام نے مصائب کے پہاڑ توڑے جانے کے باوجود امن وامان کو نقصان پہنچانے اور اتفاق واتحاد کو ریزہ ریزہ کرنے سے روکا ہے۔ لہذا ان کی پیروی کی جائے۔ ان کی پیروی کو ہی احیائے تصوف کہا جاتا ہے۔''

کتنی مضحکہ خیز الزامات ہیں۔ مذہب کی حفاظت تو ہم کر ہی رہے ہیں۔ جس پر کوئی اور نہیں بلکہ سکندر کے حواری جیسے غیر مخلصین ہی ناگواری محسوس کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں دعویٰ تو نہیں کرتے مگر ہماری کوشش تو ہے کہ ''نوائے صوفیہ'' کی اشاعتی مشن کے ذریعے نہ صرف اپنے مسلک میں بلکہ عالم اسلام کے مابین اتحاد واتفاق کو استحکام بخشا جائے اور یہ ہمارے نصب العینؒ میں سب سے نمایاں ترجیح ہے۔ اس رسالے کا کردار معاندانہ، متعصبانہ اور فرقہ وارانہ ہرگز نہیں ہے، بلکہ اسلامی تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ ہمارا دستور العمل ''وابین الشريعة المحمدية كما كانت في زمانه'' ہے اور ہمارا منزل ''ان الله امرني ان ارفع الاختلاف من بين هذه الامة'' تک رسائی ہے۔ ہم تعلیمات صوفیاء کی روشنی میں حضرت امام محمد نوربخشؒ کے ''اتحاد بین المسلمین'' والی خواب کو شرمندۂ تعبیر بنانے کے آرزومند ہیں۔ مذہب کی حفاظت میں اختیار کی جانے والی ہماری مثبت اشاعتی کارکردگی کا ہی نتیجہ ہے کہ پیروکاران نوربخشیہ کو غداروں اور مخلصین کے عزائم میں فرق معلوم ہونے لگے ہیں۔ کہ ایک گروہ غیر نوربخشی تعلیمات کے ذریعے نوربخشی مسلک کو ختم کرنے کے درپے نظر آتے ہیں جبکہ دوسرا گروہ تمام تر مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود سلف صالحین کی تعلیمات کی روشنی میں اس مسلک کو بچانا چاہتے ہیں۔ اور جہاں تک صوفیائے کرام کی پیروی والی بات ہے۔ اس بارے میں تاریخ نوربخشیہ شاہد ہے کہ صوفیائے کرام کے ہی پیروی میں امن وامان برقرار رکھنے کی خاطر، اتفاق واتحاد کو دوام بخشنے کی خاطر معاہدے جبکہ حضرت امام محمد نوربخشؒ نے مرزا شاہرخ کی تمام تر ایذارسانیوں کے باوجود بھی نوربخشی آفاقیت پر آنچ آنے والی کوئی ایک مطالبہ بھی تسلیم نہیں کیا تھا اور اس پاداش میں ان کے مرشد ثانی حضرت خواجہ اسحاق ختلانی رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر دیا گیا۔ یہ صبر

استقلال ان دنوں کی ہے جب نوربخشی معنوی حصار (اعتکاف وریاضت) چہاردانگ عالم میں پھیل رہی تھی، جبکہ آج کی صورتحال یکسر مختلف ہے۔

ماضی قریب ہی کی بات ہے کہ نوربخشیوں کے اپنے ہی سرمائے سے بنائے گئے کراچی ٹرسٹ پر ناجائز قبضہ جما کر اس مسلک کو ہائی جیک کرنے کے لئے شیخ سکندر نے نوربخشی پیروکاروں پر مصائب کے پہاڑ ہی توڑے ہیں۔ محمود آباد میں اس کے بخشے ہوئے زخموں کو نوربخشی پیروکار ہرگز فراموش نہیں کرسکتے۔ پھر صوفیائے کرام کی ہی پیروی میں محمود آباد کراچی کے انجمن اور ٹرسٹ سے شیخ سکندر کا ناجائز قبضہ ختم کرانے کے لئے نوربخشیوں نے جانی، مالی، قولی، فعلی کون کون سی قربانیوں سے دریغ کیا ہے؟ سکندر کے خلاف عدالتوں میں کیس دائر کیے مگر نوربخشیوں کو اپنی ہی مال جائیداد چھڑانے کی خاطر کیسوں میں بھاری مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ تمام تر کوششوں کے باوجود یہ غاصب شخص ٹس سے مس نہ ہوا۔ جبکہ اس غاصب شخص نے اپنی مدافعت میں اور نوربخشیوں کے خلاف عدالتی کیسوں میں "ٹرسٹ" کی ملکیت نوربخشی سرمائے کو بمصداق "مال مفت دل بے رحم" بے دریغ استعمال کیا۔ اس ظالم شخص نے اہل تصوف کی امن پسندی کو کمزوری گمان کرتے ہوئے محمود آباد کی جامع مسجد میں بدمعاشوں کے ذریعے نوربخشیوں پر حملے کروائے۔ اپنے ہی مسجد میں نمازیوں کا خون خرابہ کروایا؟ اس کے باوجود ہم نے صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ کیا یہ صبر وتحمل صوفیائے کرام کی پیروی نہیں ہے تو کیا ہے؟ کیا راہ حق میں اس قدر برداشت کم ہے؟ کیا انہیں سکندر کے ملحدانہ وزندیقانہ کردار نظر نہیں آرہا؟ صوفیائے کرام کی پیروی والی بات نوائے صوفیہ پر جمانے کی بجائے رشدی وقت شیخ سکندر کو حفظ کراؤ تو کچھ بہتری پیدا ہوگی۔ اگر اس گمراہ شخص کو راہ راست پر لایا گیا تو سلسلہ نوربخشیہ کے دیگر مشکلات اپنے آپ ہی دم توڑ جائیں گی۔ ایسے لوگوں کے ہی نحوست کی وجہ سے مسلک نوربخشیہ زوال کا شکار رہا ہے۔ ہمیں بھٹکے ہوؤں سے رہنمائی لینے کی ضرورت ہی نہیں، ہم تو وہ ہیں جنہیں دنیا میں تعلیمات صوفیاء پہنچانے کا اعزاز اور شرف حاصل ہے اور ہم اس فخر میں حق بجانب ہیں۔

قارئین کرام! ہم اس قسم کے نامعقول چی میگوئیوں سے نالاں نہیں ہے۔ راہ حق میں مخالفت اور مشکلات شروع ہی سے اولیاء کا مقدر رہی ہے۔ "تبیان" کے ریمارکس میں کچھ باتیں اچھی بھی ہیں اور کچھ انتہائی گھناؤنی بھی۔ مثبت مشوروں کو ہم واقعی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس پر عملدرآمد کرنے میں ذرا بھر دیر نہیں لگائیں گے۔ "تبیان" سے حکمت کی بات لینے میں ہمیں ذرا بھر ہچکچاہٹ نہیں کیونکہ مولائے متقیان نے فرمایا ہے۔

"حکمت کی بات جہاں کہیں ہو اُسے حاصل کرو کیونکہ حکمت منافق کے سینہ میں بھی ہوتی ہے، لیکن جب تک اس کی زبان سے نکل کر مومن کے سینہ میں پہنچ کر دوسری حکمتوں کے ساتھ بہل نہیں جاتی تڑپتی رہتی ہے۔"

مگر "تبیان" میں حکمت کی کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس سے نوربخشی استحکام کے لئے راہ ہموار ہوسکے۔

جہاں تک ان کے بہتان تراشی کا تعلق ہے۔ اس بارے میں کوتاہ نظر ناقدین نوائے صوفیہ کی صحافتی ترجیحات اور عظیم تر خدمات سے صرف نظر کرتے ہوئے اُن مندرجات پر شور بپا ہیں جو ان کے موقع پرست اور غرض مند طبیعت پر گراں اور ناگوار گزر رہی ہے۔ حالانکہ نصب العین "احیائے تصوف اور اتحاد بین المسلمین" کے پیش نظر نوائے صوفیہ میں تحفظ اسلام اور دفاع اسلام ہی کی تحریریں لکھی جاتی ہیں۔ ذاتیات اور مفادات کے نشہ میں بدمست یہ لوگ اسلامی مدافعت ومحافظت پر ہی واویلا کر رہے ہیں، مگر ہم ایسے واہیات پر کان دھرنے والے نہیں ہیں۔ ہم نے نیک نیتی کے ساتھ دیدہ دلیری سے عقائد باطلہ کی مزاحمت کی ہے۔ اس راہ میں اللہ ہی ہمارے لئے کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل

حبل المتین کا اطلاق؟

رہا جاہل کو حبل المتین قرار دیے جانے کا۔۔۔۔ (اس عنوان پر جامع تبصرہ انشاء اللہ آئندہ کسی شمارے میں زیب نظر بنائی جائے گی۔ فی الحال چند سے الفاظ حوالۂ قرطاس کیے جاتے ہیں)

علم وعمل کے دشمنوں کو ذرا اپنے گریبان میں جھانکنے کی بھی ضرورت ہے۔
نوربخشیوں کی اپنی ہی مسجد سے این وائی ایف کراچی کی لائبریری کے کتابوں اور دیگر دستاویزات واشیاء کو بے دخل کرکے علم دشمنی، نوربخشی کتابوں میں دست درازی اور قلم زنی کرکے انہی تحریفات کے ذریعے نوربخشیت پر شب خون مارنا (سرسو والا قاعدہ، خورشید عالم کا تحریف شدہ دعوات وغیرہ)۔ تربیت کے نام پر نوربخشی بچوں کو کراچی مدرسے میں داخل کرواکر نوربخشیوں کے اپنے ہی سرمائے سے پڑھا لکھا کر ان ہی کے بقاء وسلامتی کے خلاف استعمال کرنا اور اس ملت کے لئے دینی تعلیم کا حصول باعث ندامت وپشیمانی بنانا۔ تحفظ وتشہیر علم کا مقصد بتا کر نوربخشیوں کو پھنسا دیتے ہوئے "ٹرسٹ" بنانا پھر اسی پلیٹ فارم سے عقائد باطلہ کی اشاعت شروع کرنا۔

کیا یہ سب نوربخشی تعلیمات کی روشنی میں ہو رہا ہے؟ کیا نوربخشی تعلیمات ایسے کاموں کا پرچار چاہتی ہے؟ اگر یہ سب واقعی نوربخشی تعلیمات کا حصہ سمجھتے ہوئے کی جارہی ہیں تو یہ سراسر ظلم ہے اور نوربخشی تعلیمات کی کھلے عام توہین ہے۔ نوربخشی تعلیمات ایسی ہرگز نہیں ہوسکتیں۔ اے نوربخشی تعلیمات کے احساس دلانے والو! ذرا اپنی بنیاد کا بھی سوچو! کیا تمہاری اوچھے ہتھکنڈوں کو بھی لوگ نیکی اور مخلصی سے تعبیر کریں۔ کیا نوربخشی تعلیمات میں غاصبانہ، مکارانہ اور منافقانہ کردار کو دین کا حصہ بتایا گیا ہے؟

جبکہ حقیقت حال ایسا نہیں ہے نوربخشی تعلیمات عبادت وریاضت اور امن وآشتی کی صورت میں نفاذ اسلام چاہتی ہیں۔ صوفیائے کرام نے اپنی زندگیاں انہی مقاصد کی برآوری میں صرف کیں اور نوربخشی تعلیمات بھی انہی اللہ کے برگزیدوں کے متابعت میں عمل وریاضت میں سرگرمی دکھانے کا تقاضہ کرتی ہیں۔ جبکہ "سکندری قوم" اس کے برعکس، تعلیمات نوربخشیہ کے منافی منافقانہ، غاصبانہ، مکارانہ خصلتوں کو جائز و برحق اور دین کا حصہ قرار دینے کی جتن میں ہے۔

علم دشمنی کے شواہد مذکور کے بعد ضمیر فروشی اور غداری کے مقاصد کی تائید کرنے کے بجائے کسی ایسے آدمی کے ساتھ عقیدت باندھنا، کیا باعث صد افتخار نہیں ہوگا؟ کہ جن کے صوفیانہ کردار وگفتار کی خوشنودی سے نہ صرف مخلصین وطالبین حق کی مرادیں پوری ہورہی ہوں بلکہ طالبین راہ طریقت کے ذہن وقلب کو تسکین مل رہی ہوں اور ان ثمرات کی آشکاری سے مبغضین اور سازشی لوگ ذلت اور گمراہی کی آگ میں جل رہا ہو۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ جن کی خداشناسی کے لئے کی جانے والی ریاضتیں، مشقتیں بیگانوں کو جاہلانہ حرکات نظر آرہے ہیں۔ حالانکہ یہ بندۂ خدا نہ صرف خود عارف باللہ ہے بلکہ دوسرے عام انسانوں کو بھی معرفت الٰہی کی طرف دعوت دینے میں کوشاں ہے۔ نہ صرف اپنی عاقبت کی فکر ہے بلکہ دوسرے انسانوں کی بھی عاقبت سنوارنے میں ہمہ تن کوشاں ہیں۔

قارئینِ کرام! جس خیال وفکر کا منتہا بے عملی اور بہکاوے پہ مبنی ہو کہ جس کی پرچار "تبیان" کر رہا ہے۔ ایسے طرز فکر وعلم ہرگز قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ یہ سراسر جہل کہلائے گا۔ جہل کسی اور چیز کا نام نہیں بلکہ انہی تعصبات صوفیہ نوربخشیہ اور شعائر اسلام کی مخالفت کا نام ہے۔

قارئینِ کرام! یہ چند الفاظ آخری حجت ہرگز نہیں بلکہ آنے والا وقت ہی الم نشرح کرے گا کہ معرفت الٰہی (خداشناسی) کی طرف دعوت دینا جہل ہے یا ریاضت وعبادت کے خلاف زہرافشانی جہل ہے۔ ہمارا کام اعلائے کلمۃ الحق کی علمبرداری ہے سو وہ ہم کر رہے ہیں۔ ہمیں اس سے غرض نہیں کہ زمانہ ہمارا ساتھ دیتا ہے یا نہیں۔ مگر ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ ہمارا موقف بالکل برحق اور اٹل ہے جس کی تائید روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ دنیا میں نہ سہی روز جزا کے موقع پر ہم ضرور سرخرو ہوں گے۔

قارئینِ کرام! حبل المتین سے فرد واحد کی ذات مراد ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ عمل وریاضت کے پیکر اللہ والوں کا اعزازی منصب اور ایک سلسلہ ہے جسے مذہب صوفیہ میں سلسلۂ ذہب نام دیا گیا ہے۔ یہ سلسلہ کسی ایک بندے کے بھٹکنے سے منقطع نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ دعوات صوفیہ میں لکھا گیا ہے، لا ینقطع الی یوم الدین۔ کہ یہ سلسلہ روز قیامت تک منقطع نہیں ہوسکتا۔ اس بات پر بھی ہمارا ایمان ہے کہ اس عقیدے کی صداقت کی بقا

کیلئے رب العزت خود ہی اہتمام فرماتا ہے اور رشد وہدایت کی تسلسل جاری رکھنے کے لئے ہر دور میں اپنے کسی مقرب بندے کو ذمہ داری تفویض فرماتا ہے اس طرح کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرتا جس میں کسی مرشد کی تعین نہ ہوتا ہو۔ جبکہ اس عقیدے کے برعکس جواز موروثیت پر ہی انحصار کیا جائے تو ہمارے عقیدہ ومسلک کی سلامتی خطرے سے خالی نہیں۔ موجودہ حالات اس حقیقت کی غمازی کرتے ہیں۔

الغرض: یہ منصب کسی کے بنانے سے نہیں بنتا یا کسی کے چاہنے سے وجود میں نہیں آتا بلکہ انسان کی گفتار وکرداری پارسائی خود ہی اس کے لئے راہ ہموار کرتی ہے۔ اور اس مقام پر فائز ہونے والا اوچھے فیصلوں اور معیوب سرگرمیوں کے ذریعے اپنی تضحیک کا اسباب خود ہی پیدا نہیں کرتے اور نہ ہی اپنی شخصیت اور اپنے منصب کے منافی کام کر کے اپنے مسلک اور اپنی شخصیت کو داغدار بناتے ہیں۔ اس منصب کا تقاضا تھا کہ "پیر طریقت" صاحب شیخ سکندر کے خلاف فتویٰ صادر کرنے میں دوسرے پینتالیس علماء دین سے پہل کرتے یا خود اس عظیم شرعی اقدام کی نگرانی فرماتے مگر طاغوتی طاقتیں اس بار بھی ان پر حاوی رہیں اور یہ منصبی تقاضا پورا ہونے نہ دیا۔

اور یہ: اٹل حقیقت ہے کہ ماسلف مرشدان طریقت ورہبران شریعت نے اپنے منصب اور مسلک کے تقدس کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اعتکاف وریاضت اور نظامِ خانقاہی کے استحکام اور ترویج کیلئے انتھک کام کئے، جس سے نا صرف ان کی اپنی بھی نیک نامی ہوئی بلکہ اس مسلک کو بھی تقویت ملی۔ جن بزرگان دین نے اپنے منصب ارشاد وہدایت اور مسلکِ طریقت کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا۔ ان میں سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت نجم الدین کبریٰؒ، حضرت ابو نجیب الدین سہروردیؒ، حضرت شاہ ہمدان اور حضرت سید محمد نوربخش وغیرہ جیسے بزرگان عظام اپنے اپنے زمانے میں سارے جہاں کے لئے مرکز ومرجع تھے۔ وہ لوگ اپنے فرائض منصبی کے معاملے میں نابغۂ روزگار تھے۔ وہ لوگ نا صرف مسند نشین تھے بلکہ کردار وگفتار میں وقت کے اولیا، اللہ تھے، خالصاً ذکر وفکر ان کا شعار تھا۔ وہ لوگ دنیاوی حرص ولالچ کی خاطر انتشار وافتراق کے ہرگز قائل نہیں تھے بلکہ فلاح انسانی کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ رہا کرتے تھے۔ اور اس منصب کا تقاضہ بھی یہی ہے۔ سلف صالحین کی تعلیمات کی روشنی میں اعتکاف وریاضت کی صورت میں ہی خانقاہی کی بحالی اور مسلک طریقت کے استحکام کے مشن میں بھرپور حصہ لیا جائے۔

احترام کسے لائق؟

"تمیان" ایسے لوگوں کو جو اس مسلک کے لئے ضرر رساں ہیں، ان سے منصبی جواز کے لئے طرح طرح کے حیلے بہانے تراش رہے ہیں اور عوام کے سر پر ان کا تسلط برقرار رکھنے کے لئے دوسرے زعماء اور علماء حق پر کیچڑ اچھال رہے ہیں۔ ایسے دعویدار جن میں مسائل سلجھانے کی اہلیت ہی نہ ہو، بلکہ خود ہی مسائل کا سبب بن رہے ہوں اور ان کی گفتار وکردار تصوف دشمنی کے آئینہ دار ہوں اور انہی کے بچاؤ کی خاطر دوسروں کی عزت کو بھی داغدار کیا جا رہا ہو۔۔۔۔۔ ایسے غیر استحقاق والے، مسلط کردہ اور بناوٹی احترام وتکریم کے بڑے بڑے القابات رکھنے والے مفاد پرستوں کا ایک ایسے عام انسان سے موازنہ ہرگز کیا نہیں جا سکتا، جو مشکل سے مشکل حالات میں بھی تمام تر شرانگیزیوں سے لاتعلق رہتے ہوئے تحفظ وآبیاری اسلام میں کوشاں رہتا ہو۔ جو فلاح انسانی، نجات اخروی کی خاطر بلاتفریق بندگان خدا کو خداشناسی، خداخوفی اور عبادت وریاضت کی طرف ترغیب دیتا ہو۔ اللہ کے نزدیک ایسے انسان سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے؟ اس معاملے میں ہمیں "تمیان" کے شبہات میں پڑنے کی ہرگز ضرورت نہیں بلکہ قرآن حکیم سے رجوع کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے انّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقٰکم اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ با عزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ جبکہ "تمیان" کے نزدیک قرآنی معیار کے بالکل برعکس صرف عقائد باطلہ پر پورا اترنے والے اور مسلک نوربخشیہ کے لئے باعثِ ضرر بننے والے لوگ ہی محترم ومکرم، شیخ اور علامہ ہیں جبکہ ہم ایسے بھٹکے ہوئے راہیوں اور خودساختہ شخصیات کو مأوٰھم جہنم وساءت مصیرا سے تعبیر کرتے ہیں۔

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے؟

واقعی اس کا مصداق شیخ سکندر کی ذات و کردار سے بڑھ کر کوئی اور موزوں ٹھہر ہی نہیں سکتا۔ کچھ عرصہ پہلے تک یہ شخص نوربخشی منبروں پر چڑھ کر واللہ باللہ ثم تاللہ کی قسمیں کھا کھا کر یقین دلانے کی کوشش کرتا تھا کہ میں نوربخشی ہوں، میں کوئی ایسا کام نہیں کر رہا جس سے نوربخشیہ کو زک پہنچے۔۔۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب یہ سازشی شخص شب خون مارنے کی تیاری کر رہا تھا۔ واقعی ان دنوں اپنے آئیڈیل اور روحانی پیشوا سید علی کریمی کی متابعت میں اس شخص کی محنت و لگن قابل رشک تھی۔ ایک مختصر عرصہ میں کافی حد تک نوربخشیوں کو سبز باغ دکھانے میں کامیاب ہو گیا تھا اور قریب تھا کہ یہ شخص مسلک نوربخشیہ کو لے ڈوبتے۔ اس موڑ سے پہلے ہی اللہ والے انسانوں نے اس شخص کے دل کو ملاحظہ کیا تو برسر منبر سے قسمیں کھانے والے اس مکار شخص کا دل شیطان کا کھونا نکلا، جس میں سوائے بغاوت، غداری اور تخریب کاری کے کچھ نہیں تھا۔ پھر کیا ہوا، اللہ والوں کی ہی نگرانی اور مخلصین کی سرکردگی میں اصل تعلیمات سے آگہی کی ایک تحریک شروع ہوئی جس کے نتیجے میں مسلک نوربخشیہ ایک عظیم تر سقوط سے بچ گئی۔ بیداری کی تحریک کی مدافعت پر جب اس نے دیکھا کہ میری جھوٹی قسمیں کارگر نہیں ہو رہی ہیں، ساتھ ہی لوگوں کے شکوک بھی بڑھتے جا رہے ہیں اور رہی سہی لوگ بھی الگ ہو رہے ہیں۔ بالآخر یہ سوچ کر کہ کہیں میری سالہا سال کی محنت دھری کے دھری نہ رہ جائیں، اس نے اپنے شاگردوں کی معیت میں خروج کیا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے خلاف اس کا یہ خروج، دین اسلام کے خلاف خروج ثابت ہوا۔ ومن یضلله فلا هادی له

"تبیان" میں ایک لکھاری نے اختتام میں لکھا تھا کہ "لوگوں کو شیخ صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہیے" لہٰذا ہم شیخ سکندر کا اسی انداز میں شکریہ ادا کرتے ہیں جس کا وہ مستحق ہے۔ شکریہ شیخ صاحب! آپ نے حواس باختگی میں وقت سے پہلے ہی اپنا اصل چہرہ دکھا کر اپنا بھانڈا خود ہی پھوڑ دیا، ورنہ کچھ اور عرصہ آپ لبادہ اوڑھے رہتے تو "سانحہ سید علی کریمی" کی طرح آج ایک بار پھر نوربخشیوں کا ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہو چکا تھا۔ بہت بہت شکریہ اے شیخ صاحب۔

قارئین کرام! "سیرۃ معصومین" کی اشاعت سے پہلے تک یہ شخص نوربخشی تھا لیکن اپنا اصل چہرہ دکھانے کے بعد یہ شخص اب نوربخشی نہیں رہا۔ بلکہ عقائد باطلہ کی موجودگی میں اسلام کے کسی بھی فرقے میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ جس طرح نوربخشیوں کا اس مکار شخص سے اعتبار اٹھ گیا ہے، اسی طرح یہ شخص کسی اور مسلک کے لئے بھی قابل اعتبار نہیں رہا۔ کیونکہ اس مار آستین نے جس طرح نوربخشیوں کو ڈسا ہے، اسی طرح جس مسلک میں جائے گا، وہاں بھی مفادات کی خاطر اپنا اصل رنگ ضرور دکھائے گا۔ کہتے ہیں کہ "غدار کا کوئی مسلک نہیں ہوتا" اور غدار کے لئے اس دنیا میں کوئی انعام نہیں سوائے ذلت، خواری اور لعنت و ملامت کے اور عاقبت کے دن دردناک و عبرتناک عذاب کے۔ یہ ہمارا اٹل موقف ہے کہ شیخ سکندر اپنے عقائد کی روشنی میں بھلا کسی دوسرے مسلمان فرقہ کا ایجنٹ ہو یا یہود و ہنود کا آلۂ کار ہو۔ یہ شخص بہر حال میں نوربخشیہ اور اسلام کے لئے ضرر رساں ہیں۔ لہٰذا شیخ کے چیلے اس کے بچاؤ کی خاطر سلسلہ صوفیہ نوربخشیہ کے ساتھ دشمنی برتنے کے بجائے بصیرت کی آنکھوں سے اس شخص کے مکروہ چہرہ اور کردار کو پرکھیں تو ان کا ضمیر خود ہی گواہی دے گا کہ واقعتاً یہ شخص قرآن، اسلام، ختم رسالت، عصمت انبیاء، احترام و تکریم صحابہ و امہات المومنین کے بارے میں کذاب ہے، گستاخ ہے۔ وتذل من تشاء بیدک الخیر

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ:

اگر کوئی کھلے الفاظ میں خدا، رسول اور قرآن کا انکار کر رہا ہو تو اس کے لئے لبادہ اور نقاب کس بات کی۔ جب اس بدبخت نے کسی نوبت کے آنے سے پہلے ہی اپنا مکروہ چہرہ دکھا دیا ہو تو اس سے کسی اور کے گمراہ ہو جانے کی بات ہی ختم ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس کی گمراہی خود اس کی ذات تک محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس بات کے پیش نظر یہود و ہنود کی کوشش ہوتی ہے کہ قرآن، رسالت اور اسلام کے بارے میں تشکک و تردد کا عنصر پھیلایا جائے۔ تاکہ ان کا نمک خوار ایک طرف شعار اسلام کی عظمت متزلزل

Copyright
www.sufinoorbakhshia.org

کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہو اور دوسری طرف اپنے شرمناک فعل پر پردہ ڈالنے کی خاطر من گھڑت تاویلات پیش کر رہا ہو۔ شیخ سکندر اور اس کے چیلے انہی تقاضوں پہ پورا اترنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایک طرف قرآن نامکمل اور مشکوک، علوم انبیاء ناقص، انکار ختم رسالت، امہات المومنین، صحابہ کرام اور آئمہ کے شان اقدس میں بے ادبیوں پر مشتمل کتاب کے 500 نسخے گھر گھر میں پہنچا دیے اور اپنا کام بھی کر دکھایا، جبکہ دوسری طرف اس کے چیلے بر سر منبر سے گلے پھاڑ پھاڑ کر قرآن کے فضائل سنا رہے ہیں وہ بھی اس انداز میں کہ روئے زمین پر سکندر کے انہی چیلوں سے بڑھ کر اسلام کا کوئی خیر خواہ ہے ہی نہیں۔ حواس باختگی میں یہی وہم وگمان مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی ہوا کرتا تھا کہ ایک طرف ختم نبوت کے خلاف مشن چلایا کرتا اور دوسری طرف اپنے آپ کو دین اسلام کا سب سے بڑا خیر خواہ بتلاتا تھا۔ شیخ سکندر جسے علمائے صوفیہ نوربخشیہ کی سپریم کونسل اور دیگر مکاتب فکر کے مفتیان عظام نے اپنے فتاوے میں ملحد، زندیق، بے دین، مرتد، رشدی ثانی جیسے القاب سے نوازتے ہوئے اسے قابل سزا، قابل گرفت، بخت تادیبی کاروائی کے مستحق اور پھانسی کے سزاوار قرار دیتے ہوئے اسلامی نظریاتی کونسل اور حکومت وقت سے عملی کاروائی کا مطالبہ کیا تھا۔ ﴿باقی صفحہ نمبر ۲۲ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا

☆ اہل ایمان کے گمان سے ڈرتے رہو، کیونکہ خداوند عالم نے حق کو ان کی زبانوں پر قرار دیا ہے۔

☆ غداروں سے وفا کرنا اللہ کے نزدیک غداری ہے اور غداروں کے ساتھ غداری کرنا اللہ کے نزدیک عین وفا ہے۔

☆ جو تم سے حسن ظن رکھے، اس کے گمان کو سچا ثابت کرو۔

☆ حکمت مومن ہی کی گم شدہ چیز ہے اسے حاصل کرو، اگرچہ منافق سے لینا پڑے۔

بقیہ: مخلصی کے دعویداروں کا رویہ

اور مسلک میں رخنہ انداز ہونے والوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے دیرپا اور جامع حکمت عملی وضع کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے ہمیں بڑی سے بڑی قربانیاں دینے سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہئے تاکہ ان مخلصی کے دعویداروں سے اور شر پسندوں کے شر سے اسلام کو محفوظ رکھا جاسکے۔

رب العزت سے میری دعا ہے کہ ہم سب کو حق بات کہنے، حق کا ساتھ دینے اور حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسلام و مذہب دشمن ان دنیا و آخرت دونوں میں ذلت اور رسوائی سے دوچار ہو۔ دین اسلام یہود و ہنود کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ ہو۔

نور حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون؟
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون؟

حضرت امام محمد نوربخش نے فرمایا

۔۔۔۔۔عالم روحانیت میں یہ فساد و بگاڑ اس وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ ان لوگوں نے خانقاہیں رسم و رواج کے تحت قائم کرلی ہیں، اپنے آباء واجداد سے موروثی شخصیت لے لی، فقر و ریاضت و خرقہ پوشی اور تبدیل لباس میں بدل ڈالا۔ شطحیات گوئی، کفر و الحاد، کورانہ تقلید، شہوت پرستی، محرمات کے ارتکاب اور نفس امارہ کو بے لگام چھوڑ دینے کو وسیع المشربی اور کشادہ دلی کا نام دے دیا۔ درآنحالیکہ ارباب قلوب اور اصحاب کشف و شہود کی وسیع المشربی سے وہ یکسر بے خبر ہیں۔

تبلیغی دورے کی روئداد

مولانا مراد علی نوری، کریس

مورخہ ۲۴، ۲۵ دسمبر ۲۰۰۲ء کو مدرسہ شاہ ہمدان کے زیر اہتمام سپریم کونسل علمائے صوفیہ نوربخشیہ پاکستان کا دو روزہ ورکشاپ کیا گیا۔ جس میں علاقہ چھوربٹ سے لے کر شگر گلاب پور سلدی تک کے تمام علماء و سادات نے شرکت کیں۔ مختلف موضوعات پر ہر ایک نے سیر حاصل بحث کیں۔ موجودہ حالات کے تناظر میں پچھلے سال سے بلتستان کے مختلف علاقوں میں تبلیغ کی غرض سے علماء ٹیم تشکیل دی تاکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہم فریضہ جاری وساری رہیں۔

ارشاد خداوندی ہے، ترجمہ: اور چاہیے کہ تم میں ایسی جماعت ہو کہ لوگوں کو خیر کی طرف بلائے اور بھلی باتوں کا حکم کرے اور بری باتوں سے منع کرے اور صرف وہی لوگ فلاح والے ہیں جو اس کام کو کرتے ہیں۔

دنیا کی پیدائش کا مقصد اصلی خداوحدہ لاشریک کی ذات وصفات کی معرفت ہے اور یہ اس وقت تک ناممکن ہے کہ جب تک بنی نوع انسان کو برائیوں اور گندگیوں سے پاک کر کے بھلائیوں اور خوبیوں کے ساتھ آراستہ نہ کیا جائے۔ امت محمدیہ کی فضیلت اور برتری کی علت وغایت ڈھونڈی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس امت کو ایک اعلیٰ اور برتر کام سپرد کیا گیا تھا جس کی وجہ سے خیر الامم کا معزز خطاب اس کو عطا کیا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: اے امت محمدیہ تم افضل امت ہو تم کو لوگوں کے نفع کے لئے بھیجا گیا ہے۔ تم بھلی باتوں کو لوگوں میں پھیلاتے ہو اور بری باتوں سے ان کو روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس مقدس فریضہ کو انجام دینے کے لئے بندہ ناچیز کو علاقہ شگر کوتھنگ سے لے کر نوربخشی آبادی کے آخری بارڈر سلدی تک تعین کیا تھا۔ اس علاقے میں ہمارے بزرگان دین نے اسلام کی سربلندی اور ترقی کے لئے کافی جہاد کیا تھا۔ بقول شیخ غلام حسین سحر۔

بہت سے حق کے پروانے چلے ہیں ان پہاڑوں میں
بہت سے راز قدرت کے کھلے ہیں ان پہاڑوں میں
یہ جیسے کوہ پیمائی کی نظمیں آج چلتی ہیں
فقیران خدا پہلے چلے ہیں ان پہاڑوں میں

میرے ساتھ جناب مولانا محمد افضل شگر گلاب پور، جناب مولانا محمد رضا ضیا، سرمیکی، جناب مولانا عبداللہ صاحب شگر ہورچس اور میرے شاگرد رشید جناب امیر حمزہ سرمیکی مذہبی جوش وجذبہ سے سرشار ہو کر رضا کارانہ طور پر ساتھ ہولیا تھا۔ ہم نے اپنا دورہ مورخہ ۳۱ دسمبر کو سلدی سے شروع کیا۔ رات کو اجتماع ہوا۔ چاروں مقررین نے ذکر واذکار کے موضوع پر کافی روشنی ڈالی۔ سامعین ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے۔ محلہ والوں کی درخواست یہ تھی کہ اس طرح کی تبلیغی پروگرام سال میں دو تین دفعہ ہونا چاہئے۔ ساتھ ہی اگر سہ روزہ اعتکاف نشینی کا اہتمام کیا جائے تو سونے پر سہاگہ والی مثال ہوگی۔ یہاں سے مدرسہ شاہ ہمدان کے لئے مبلغ بارہ سو روپے چندہ وصول ہوا۔ مدرسہ میں زیر تعلیم مظاہر حسین کا تعلق اسی محلہ سے ہے۔

دوسرے دن ہماری ٹیم محلہ ہورچس کے لئے روانہ ہوئی، یہاں دو راتیں قیام کیں۔ یہاں دو جگہوں پر اخلاقیات کے موضوع پر خطاب کیا گیا۔ یہاں ایک مدرسہ بھی قائم ہے جس میں علاقہ کے بچوں کو دینی تعلیم دینے کا بہترین انظام موجود ہے۔ یہ مدرسہ مولانا محمد عبداللہ صاحب

نے اپنی ذاتی زمین وقف کر کے بنوایا ہے اور خود ہی اس کے مدرس ہیں۔ ہورچس کے تینوں مسجدوں پانچ وقت کے آذان اور نماز باجماعت کا اہتمام قائم ہے۔ دعائے صحیفہ واوراد فتحیہ بڑی ذوق وشوق کے ساتھ لاؤڈ سپیکر پر پڑھی جاتی ہے۔ یہ ایک بہترین ذریعۂ تبلیغ ہے۔ اس طرح گھروں میں موجود خواتین اور بچے بھی ان دعاؤں کو بآسانی زبانی یاد کرسکتے ہیں۔ یہاں نوربخشی آبادی ۳۵ گھرانوں پر مشتمل ہے۔ اس محلے سے مدرسہ شاہ ہمدان کے لئے ۱۱۵۵ روپے چندہ ملا۔ تیسرے مرحلے میں ہم الچوڑی کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں نوربخشی آبادی ۵۷ گھرانوں پر مشتمل ہے۔ پارسا بزرگ حاجی فقیر محمد علی صاحب بھی اسی علاقہ کا رہنے والا ہے۔ شب بیداری، سحرخیزی اور رات کو شہر خموشاں کی طرف فکر عاقبت میں نکل پڑنا ان کا خاصہ ہے۔ جب بھی دیکھو انہیں عشق حقیقی میں غریق پائیں گے۔

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی
عطار ہو رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو،
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کے سایۂ عاطفت ہم پہ ہمیشہ قائم ودائم رکھے۔

جمعرات کے دن خانقاہ معلی شگر میں محفل ذکر بڑی روح پرور منظر پیش کررہی تھی۔ محفل ذکر کے روح رواں جناب محمد شریف اسم بامسمی ہے۔ خانقاہ معلی ہمارے بزرگان دین کا ایک بہترین نشانی ہے۔ جمعہ کے دن خانقاہ معلی عوام سے کھچا کھچ بھر چکی تھیں۔ ناچیز نے قرآن مجید کے موضوع پر خطبۂ جمعہ کا شرف حاصل کیا۔ جسے لوگوں نے بڑے انہماک سے سنا۔ یہاں کے لوگ نہ صرف اپنی مدد آپ کے تحت مدرسہ چلا رہے ہیں بلکہ مدرسۂ شاہ ہمدان کے لئے بھی حوصلہ افزا امداد دیتے ہیں۔ ہمیں بطور چندہ مبلغ ۲۶۵۰ روپے موصول ہوئے۔

بعد نماز جمعہ چوتھے مرحلے کے سلسلے میں فرنگ تھما جا پہنچے۔ ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی لوگ شدت سے انتظار کر رہے تھے۔ رات کا اجتماع جناب غلام مہدی کے گھر میں لگایا گیا جس میں مولانا محمد افضل صاحب نے خطاب کیا۔ یہاں چوبکاری کی شاہکار ایک قدیم مسجد بھی موجود ہے۔ جس کی حالت نہایت خستہ ہو چکی ہے۔ لیکن اس وقت معرفی فاؤنڈیشن کے تعاون سے بنی ہوئی مسجد سردیوں میں عبادت کے لئے موزوں نہیں ہے۔ یہاں سے ہمیں ۸۰۰ سو روپے کا چندہ موصول ہوا۔ اس محلہ میں ایک شب گزارنے کے بعد علاقہ حشوپہ میں جانا تھا۔ مولانا محمد افضل صاحب کو یہیں ادائیگی جمعہ کے لئے موکل کر کے ہم محلہ تروپی میں وارد ہوئے۔ یہاں ۴۲ نوربخشی گھرانے آباد ہیں۔ ظہر کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنے کے بعد ہم نے تقریر کا سلسلہ شروع کیا۔ بعد نماز عصر ہم یہاں سے محلہ سبلہ دو روانہ ہوئے۔ محلہ سبلہ دو میں نوربخشی گھروں کی تعداد ۱۷ ہیں۔ یہاں پانچ وقت کی آذان اور جماعت قائم ہے۔ ایک دینی مدرسہ بھی موجود ہے۔ یہاں ایک رات ٹھہرنے کے بعد ہمارا اگلا پروگرام موضع چھوچھور کاہ جانا تھا۔ لیکن اس محلہ کے امام جمعہ وجماعت ریٹائرڈ استاد محمد فضل صاحب سے راستے میں ہی ملاقات ہوئی۔ مختصر گفتگو کے بعد وہاں جانے کا ارادہ ملتوی کردیا۔ اس محلہ میں ۹ نوربخشی گھریں ہیں۔ سفر جاری رکھتے ہوئے ظہر کی نماز کے وقت سرفہ کھور خانقاہ میں پہنچے۔ یہ خانقاہ بھی صوفیائے نوربخشیہ کا عظیم یادگار ہے۔ اس کی طرز تعمیر اور چلہ خانوں کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ بدقسمتی سے اس وقت نماز جمعہ کے علاوہ باقی اوقات میں آذان بھی نہیں ہوتی۔ ان چلہ خانوں میں نہ معلوم کتنے اللہ والوں نے اللہ کی یاد میں چلے کاٹے ہوں گے۔ مگر اس وقت گھاس پھوس سے بھرے ہوئے ہیں۔ چونکہ اس محلہ میں کوئی ہمارے مسلک کا نہیں ہے۔ بقول اقبال علیہ الرحمہ۔

مسجدیں مرثیہ خواں ہے کہ نمازی نہ رہی
برق طبعی نہ رہے شعلہ مقالی نہ رہی

نماز ظہر کے بعد عصر کی نماز کے لئے ہم محلہ سین کھو پہنچے۔ یہ محلہ آبادی کے

لحاظ سے ۲۵ نوربخشی گھرانوں پر مشتمل ہے۔ یہاں ہم نے نمازِ عشاء اور نمازِ صبح کے بعد دو دفعہ خطاب کیا۔ لوگوں کا شوقِ سماعت دیدنی تھا۔ یہاں پانچ وقت کی آذان اور جماعت اچھی طرح قائم ہے۔ اوراد و تعقیبات باآوازِ بلند پرسوز انداز میں پڑھتے ہیں۔

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویران سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

بعد ازاں مرتب شدہ پروگرام کے مطابق شگر خاص کے لئے روانہ ہونا تھا۔ صد آفرین محلہ کھر گرونگ (چھنپہ) کے نوجوانوں کو جن کے جوش و جذبات دیدنی تھی۔ اس شعر کے مصداق کہ۔

خدا کے واسطے اے نوجوانو! ہوش میں آؤ
دلوں میں غیرت جگاؤ! اور جوش میں آؤ

ان کے پرخلوص دعوت کو قبول کرتے ہوئے ٹھہرنے کی حامی بھرلی۔ بعدِ نمازِ عشاء ایک خصوصی نشست رکھی گئی۔ جذبۂ جوانی میں راتوں رات مسجد میں لاؤڈ اسپیکر نصب کیا تھا۔ صبح دعائے صبحیہ، اوراد فتحیہ، ذکر جلی اور تقاریر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے پورے علاقہ میں نشر کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت سودمند تاثرات قائم ہوئے۔ اور جوانوں میں کافی جوش و جذبہ پیدا ہوئے اور ایمان کی لہر تازہ ہوگئی۔ یہاں آذان اور جماعت کے مدرسہ شاہ ہمدان کے معلم جناب محمد علی ہر وقت مستعد رہتا ہے۔ دوسرے دن ظہر کی نماز کے لئے رگوپ کوتھنگ گئے۔ جمعرات کا دن تھا لہذا رات ذکر جلی کی محفل سے دلوں کو اطمینان بخشا گیا۔ یہ محلہ ۲۵ نوربخشی گھرانوں پر مشتمل ہے۔ اس محلہ میں موجود مسجد معرفی فاؤنڈیشن کے تعاون سے بنائی گئی ہے۔ اسی دن شام کو محلہ (کیا ہونگ) اکبر آباد میں اجتماع کا پروگرام تھا۔ شگر خاص میں یہ محلہ ہماری آبادی کے لحاظ سے اکثریت میں ہیں۔ یہاں بھی ۷۵ نوربخشی گھرانے آباد ہیں۔ لوگ صوم و صلوٰۃ کے بڑے پابند ہیں۔ تہجد کی آذان دینے کا بھی رواج قائم ہے جو کہ انتہائی قابلِ تحسین ہے۔ یہاں دو دفعہ اجتماع ہوا۔ مولانا محمد افضل، محمد عبداللہ صاحبان اور راقم نے بھی خطاب کیا۔ سامعین نے تقاریر انتہائی ذوق و شوق سے سنی۔ یہاں ایک دینی مدرسہ بھی بطریقِ احسن قائم و دائم ہیں جس میں ۵۷ طلباء زیرِ تعلیم ہیں۔ یہاں پانچ وقت کی آذان و نماز باجماعت باقاعدگی سے ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں مولانا محمد علی صاحب کی خدمات قابلِ تعریف ہے۔ اس محلہ سے مبلغ ۱۳۶۵ روپے چندہ کی صورت میں وصول ہوئے۔ اگلے مرحلے میں محلہ حسن آباد (بندو) جانا تھا جہاں نمازِ ظہر کے اجتماع رکھا گیا۔ اس سلسلے میں مولانا محمد علی صاحب نے ہماری رہنمائی فرمائی۔ ظہر کی نماز باجماعت ادا کر کے چاروں مقررین نے سیر حاصل خطاب کیا۔ تمام اہلِ محلہ خطاب سننے کے لئے مسجد میں محوِ سماعت تھے۔ لوگوں نے اچھی خاصی حوصلہ افزائی سے نوازا۔ ان کا مطالبہ تھا کہ ایسے پروگرام ہر سال رکھا جائے۔ اس محلہ میں ہمارے مسلک کے ۵۰ گھرانے موجود ہیں۔ ایک مدرسہ بھی قائم ہے جس میں ۷۰ بچے دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

اب ہماری تبلیغی دورہ کا آخری پروگرام محلہ غضواپہ میں تھا۔ دو دن قبل ہی جمعرات کے اجتماعی ذکر کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس لئے قرب و جوار سے کافی نوجوان فرطِ اشتیاق سے لبریز ہوکر جوق در جوق چلے آئے تھے۔ محلہ کھر گرونگ سے بھی عاشقان ذکر تعالیٰ مجدہٗ چلے آئے۔ اور پھر حسبِ دستورِ صوفیا بعدِ نمازِ عشاء اجتماعی محفلِ ذکر برپا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و عنایت سے روحانی فیوض کے آثار ظاہر ہوئے۔ ذکر کے بعد اطمینانِ قلبی کی کیفیت میں وعظ و نصیحت کا دور چلا۔ جو انتہائی پُراثر ثابت ہوا۔ مبلغ ۱۱۳۵ روپے چندہ بھی وصول پایا۔

اس طرح ہمارا یہ تبلیغی وفد اپنی ذمہ داری بخیر و خوبی نبھا کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا۔ اللہ پاک ہم میں سے ہر ایک کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی توفیق عطا فرما۔

والسلام علی من اتبع الهدیٰ

☆ ..... ☆ ..... ☆

Copyright www.sufinoorbakhshia.org

☆معارف قرآن☆

جمع و تدوینِ قرآن

(گزشتہ سے پیوستہ)

جی ایچ معروفی، اسلام آباد

جس طرح ہر زبان میں علاقائی اختلاف سے کسی حد تک لب و لہجہ میں فرق آجاتا ہے۔ اسی طرح عرب قبائل کا تلفظ بھی یکساں نہ تھا۔ مثلاً بعض قبیلے علامتِ مضارع کو مفتوح کے بجائے مکسور پڑھتے تھے۔ چنانچہ یَعْلَمُ کو یِعْلَمُ پڑھتے۔ بعض قبیلے اَسْلَمَ کو عسْلَم اور حتّٰی کو عتّٰی پڑھتے۔ مزید برآں رسم الخط میں بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ تاہم یہ اختلاف قرأت معنی و مطلب پر اثر انداز نہیں ہوتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاندانِ قریش سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے آپ قریشی لب و لہجہ میں قرآن پڑھتے تھے۔ جب مختلف قبائل کے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور یکایک انہیں اپنے بچپن کے پختہ لب و لہجہ کو چھوڑ کر قریش کے زبان میں قرآن کو پڑھنا دشوار نظر آیا تو آپ نے حکمِ خداوندی سے ہر قبیلے کو اپنے لب و لہجہ میں قرآن پڑھنے کی اجازت دی۔ اس کے بعد عرب قبائل کے لوگ اپنے اپنے قبائلی انداز میں قرآن پڑھنے لگے۔ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں اسلامی فتوحات کی فراوانی ہوئی اور عرب سے نکل کر عجمی اقوام تک دائرہ اسلام پھیل گیا۔ نماز پڑھنے کے لئے قرآن کا سیکھنا ناگزیر تھا۔ انہیں قرآن پڑھنے کے لئے عربوں کی شاگردی اختیار کرنی پڑی۔ عربوں میں قرأت کا اختلاف تھا اس لئے نومسلموں میں بھی اس کا اثر رونما ہوا۔ عثمانی عہد خلافت میں ایک صحابی حضرت حذیفہؓ بن یمان آرمینیا کے محاذ پر سالاری کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ بعض اپنی قرأت کو صحیح تصور کر کے دوسروں کی قرأت کو غلط تصور کر رہے ہیں۔ اس موقع پر ایک بڑا فتنہ بپا ہونے کا اندیشہ ہوا۔ ۲۵ھ میں حضرت حذیفہؓ اس محاذ سے حج کرنے گئے اور حضرت عثمانؓ سے یہ ماجرا کہہ دیا۔ حضرت عثمانؓ نے صحابہ کو بلا کر حالات سے آگاہ کیا۔ سب نے کہا امت کو ایک قرأت پر جمع کرنا چاہئے۔ لہٰذا اختلاف کو رفع کرنے کے لئے اور قرأت میں یکسانیت برقرار رکھنے کے لئے اب بھی قریشی لہجہ اختیار کرنا چاہئے۔ حضرت عثمانؓ نے ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس سے حضرت ابوبکرؓ والا نسخہ قرآن منگوا کر زید بن ثابتؓ اور دیگر تین صحابہ پر مشتمل بورڈ کو حکم دیا کہ وہ اس کی نقل کریں۔ چنانچہ قریشی لہجہ کے مطابق قرآن حکیم کی نقلیں کی گئیں اور ہر صوبے کے مرکز میں ایک ایک نسخہ بھیج دیا گیا۔ ایک نسخہ حضرت عثمانؓ نے اپنے پاس مدینہ میں رکھا، اسے المصحف امام کہلائے۔ یہ نسخے الگ الگ صحیفوں میں تھے، یک جا نہ تھے۔ اس لئے مصاحف کہلاتے تھے۔ یہ مصاحف آئندہ نسخوں کے لئے ایک نظیر کی حیثیت قرار پائے۔ حضرت عثمانؓ نے قرآن کے جو نسخے باہر بھیجے۔ ہر نسخے کے ساتھ اس شہر میں ایک خاص قاری / حافظ قرآن بھی بھیجا جاتا، تاکہ لوگ اب اپنے قرآن صرف ان نئے نسخوں سے نقل کریں۔ حضرت عثمان نے صحابہ کے مشورہ سے فرمان جاری کیا کہ جہاں کہیں علیحدہ قرأتوں میں لکھے ہوئے قرآن ہوں تو تلف کریں تاکہ اختلاف کا کوئی امکان نہ رہے۔ یہ کام ۳۰ھ میں انجام پذیر ہوا۔ اس کے بعد کرۂ ارض پر قرآن کا صرف ایک ہی نسخہ جو کہ قریشی لہجہ میں تیار کردہ ہے، مسلمانوں کے لئے قابل قبول قرار پائے اور مسلمانانِ عالم میں اس نسخہ پر ذرا بھر اختلاف نہیں پایا جاتا اور نہ اس وقت کسی نے آیتوں کی ترتیب کا مسئلہ اٹھایا اور نہ مصحف امیر المومنین یا دیگر کسی کے تیار کردہ نسخہ کو قبول نہ کرنے پر کسی نے احتجاج کیا۔ جہاں تک مصحف امیر المومنین حضرت علیؑ کا تعلق ہے۔ یہ معاملہ بعض کتابوں کے

حوالے سے اس حد تک ہے کہ آپ نے بھی مصحف تیار کیا تھا۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے دور میں جس طرح دوسرے صحابیوں نے اپنے مصحف حضرت زید بن ثابتؓ کی سرپرستی میں تیار کردہ بورڈ میں جمع کرائے تھے، آپ نے بھی جمع کیا۔ یاد رہے کہ ''تبیان'' کے جنوری ۲۰۰۳ء کے شمارے میں صفحہ 22 پر ایک من گھڑت دعویٰ کیا گیا ہے کہ ''اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت علی کے پاس قرآن موجود تھا۔ سورتوں کی ترتیب کے اعتبار سے موجودہ قرآن سے مختلف تھا۔ سورتوں اور آیتوں کی یہ ترتیب حضورؐ نے حکم فرمایا تھا''۔ اس کے ساتھ یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ اس قرآن میں متن کے ساتھ مختصر تفسیر، ناسخ ومنسوخ اور بعض منافقین کے نام بھی شامل تھے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت علی کے علاوہ کس نے یہ ترتیب والا قرآن دیکھا ہے کہ اس میں کیا ہے کیا نہیں ہے اور کونسا صحابہ ہے جس نے یہ تمام اوصاف والا قرآن دیکھا ہو۔ تبیان کے صفحہ 6 اور صفحہ 7 پر لکھتا ہے کہ رسول خدا نے حضرت علی کو حکم دیا کہ قرآن ریشمی کپڑے، کاغذ اور دیگر چیزوں پر پراگندہ ہے لہٰذا ان سب کو جمع کریں۔ پس علی نے ان سب کو ایک زرد رنگ چادر میں جمع فرمایا، پھر اس پر حضورؐ نے مہر لگا دی اور حضرت علی کے سپرد کردیئے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ رسول خدا نے اپنی نگرانی میں قرآن جمع کرنے کے بعد حضرت علی کے سپرد کردیئے جبکہ ''سیرۂ معصومین'' کا دعویٰ ہے مصحف امیرالمومنین، رسول خدا کے وفات کے بعد جمع کیا تھا۔ اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ اس نسخہ میں بغیر تغیر وتبدل کے جوان تمام چیزوں کا حامل ہے جو آپ پر اعجاز کے طور پر نازل ہوا تھا حضرت امام مہدیؑ کے ہاتھ پر ظاہر ہوگا۔ جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ اس عبارت پر اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے اس عبارت سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اصل قرآن امام مہدی کے پاس مخفی ہے اور اس کے بعض حصے حضرت علی پر نازل ہوئے تھے۔ یہ عجیب وغریب منطق ہے کہ کہیں کہتا ہے کہ اصل اور مکمل قرآن حضورؐ نے حضرت علی کو زرد رنگ کے کپڑے میں آخری مہر لگا کر دیا تھا، تاکہ کوئی اس میں ردوبدل نہ کرسکے۔ اور تاویل یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ میں دو گراں چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں۔ ایک کتاب اللہ دوسرا اہل بیت لہٰذا زرد رنگ کے کپڑے میں جو قرآن دیا تھا، وہی حضرت علی کے پاس تھا۔ کہیں کہتا ہے کہ حضرت علی نے حضورؐ کے وفات کے بعد قرآن کو جمع کیا اور صحابہ کے سامنے پیش کیا تھا۔ کہیں کہتا ہے بغیر تغیر وتبدیل والا قرآن حضرت امام مہدیؑ لے کر آئیں گے۔ کہیں کہتا ہے موجودہ قرآن اور حضرت علی والا قرآن میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کہیں کہتا ہے حضرت علی کے پاس جو قرآن تھا وہ سورتوں اور آیتوں کی ترتیب کے اعتبار سے موجودہ قرآن سے مختلف تھا اور کہیں کہتا ہے کہ مصحف علی میں کچھ زائد چیزیں موجود ہیں مگر یہ اس قرآن کا حصہ نہیں ہے۔

مذکورہ بالا دعویٰ سارے کا سارا تضاد کا مجموعہ دکھائی دیتا ہے۔ حق تو یہ تھا کہ موجودہ قرآن مجید کی صحت کے بارے میں دلائل پیش کرتے، مگر اس کے بالمقابل مصحف امیرالمومنین کا پرچار کرنا، کئی سوالات جنم دیتا ہے۔ اور سب سے تشویشناک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ''سیرۂ معصومین'' والوں کو قرآن کے بارے میں شک وشبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی۔ مصحف امیرالمومنین حضرت امام مہدیؑ کے پاس موجود ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ کیا بارہ آئمہ نے اس کی وضاحت کی ہے؟ اور امت کے لئے کیا حجت فرمائی ہے۔

(جاری ہے)

نوربخشیہ ڈاٹ کام

اپنی آراء وتاثرات درج ذیل ایڈریس پر ارسال کریں
ڈاک کا پتہ 125-A، فیصل ٹاؤن لاہور۔
فون 5756497، موبائل 0300-4202764
ای میل ایڈریس: m_yaqub@yahoo.com
info@noorbakhshia.com

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

☆سائنس و ٹیکنالوجی☆

نوربخشیہ ڈاٹ کام

مجاہد حسین کاوش

فی زمانہ اسلامی تبلیغ کے سلسلے میں انٹرنیٹ کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس جدید سائنسی رابطہ کے ذریعے آئے روز اسلامی معلومات اور تعلیمات کی فوری دستیابی آسان سے آسان تر بنائی جارہی ہے۔ چند منٹوں کے اندر کوئی سی بھی انفارمیشن جو آپ کو مطلوب ہو، آپ کو فراہم کروی جاتی ہے۔ اس مقصد کے لئے دوسرے مسالک کی ویب سائٹس بہت پہلے سے کام کررہی ہیں۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ حال ہی میں مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی ورلڈ وائڈ تشہیر کے لئے ایک ویب سائیٹ بنائی گئی ہے۔ جو کہ محمد یعقوب براہوی صاحب کی ذاتی دلچسپی اور مذہبی لگن کا نتیجہ ہے۔ جب ہماری یہ سائیٹ آن لائن ہوگی تو انشاء اللہ یہ دنیائے تصوف کا سب سے بڑی اسلامک ویب سائیٹ ہوگی۔ جو دوسرے اسلامک سائیٹس کی طرح انتہائی آسان اور مستند معلومات پر مبنی ہوگی۔ ادارہ نوائے صوفیہ نے قارئین کی دلچسپی کی خاطر نوربخشیہ ڈاٹ کام کے موجد سے اس سائیٹ کے متعلق کچھ سوال دریافت کئے جسے پیش کئے جاتے ہیں۔

سوال: آپ اس پروجیکٹ پر کتنے عرصے سے کام کررہے ہیں؟

جواب: اس نئی سائیٹ پر تقریباً سال سے کام کررہا ہوں۔ اللہ کے فضل سے اس کا ٹیکنیکل کام کافی حد تک مکمل ہوچکا ہے۔ اب مجھے اس سلسلے میں قلمی رشحات درکار ہیں۔ جس کے لئے نوربخشی قلمکاروں سے نوربخشیت سے متعلق موضوعات پر تحقیقی اور معیاری تحریر کردہ معلومات مطلوب ہیں۔

سوال: آپ نے اس سے پہلے بھی کوئی ویب سائیٹ بنائی تھی؟

جواب: جی ہاں! 1997 کے آواخر میں حضرت میر سید محمد نوربخش کی بائیوگرافی، جرمن سکالر ڈاکٹر اینڈریز رک کے مقالہ اور کچھ تاریخی مساجد کی تصاویر آن لائن کی تھی۔ اس کے بعد میں نے ایک اور نوربخشی ویب سائیٹ آن لائن کی جو www.noorbakhshia.com.pk کے نام سے تھی۔ اس کے اندر کچھ نوربخشی کتابیں اور کچھ معلومات رکھے گئے تھے۔ مذکورہ ایڈریس میں com.pk پاکستانی ویب سائیٹ ہونے کا عندیہ ہے۔ اس سائیٹ کا آن لائن سے ہمارا امیج صحیح نہیں پڑ رہا تھا۔ جبکہ ہمارے عقائد و عبادات پوری دنیا کے لئے مشعل راہ ہے۔ پھر میں نے نوربخشیت کی آفاقیت کے پیش نظر com جو ورلڈ وائڈ ہے پر کام شروع کیا۔

سوال: حالیہ پروجیکٹ کیلئے تعاون کی ضرورت محسوس ہورہی ہوگی؟

جواب: فنانشل طور پر مجھے کسی قسم کی تعاون کی ضرورت نہیں ہوئی۔ میرے برادر بزرگوار انتہائی شفیق اور مہربان انسان ہیں، انہوں نے زندگی کی کسی موڑ پر مجھے کسی قسم کی کمی محسوس ہونے نہیں دی ان کی شفقتیں ہی میرے لئے بہت ہیں۔

سوال: قارئین نوائے صوفیہ کے نام کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

جواب: قارئین سے صرف التماس ہے کہ اس کام کے بارے میں مجھے اپنے تاثرات اور آراء، چاہے تعمیری ہوں یا صرف تنقید کی حد تک ہوں، سے آگاہ کریں تاکہ مجھے اپنے اس مشن کے سلسلے میں بہتری اور کامیابی کی راہ ہموار ہوسکے۔

(یعقوب صاحب نے اپنے اس پروجیکٹ کے سلسلے میں ارض بلتستان کے مجذوب ہستیوں سے بنفس نفیس ملاقات بھی کی ہے اور ان یادگار لمحات کی ویڈیو بھی بنائی ہے جسے اراکین نوائے صوفیہ نے ملاحظہ کیا ان کا یہ کام واقعی دیدنی ہیں)

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

☆ حریفانِ حرم ☆

مخلصی کے دعویداروں کا رویہ

محمد یٰسین منیر، کراچی

ماضی قریب میں سکندر حسین جو مدرسہ اسلامیہ صوفیہ امامیہ نوربخشیہ ٹرسٹ محمود آباد کراچی میں بحیثیت پرنسپل ڈیوٹی انجام دے رہے تھے، نے اپنی تالیف کردہ بدنام زمانہ کتاب ''سیرۃ معصومین'' میں دین اسلام کو فاسد اور قرآن مجید کو نامکمل قرار دینے کی کوشش کر کے نہ صرف مذہب صوفیہ نوربخشیہ کی ساکھ کو متاثر کیا بلکہ پورے عالم اسلام میں اندیشے کی لہر دوڑا دی۔

ماضی سے لے کر اب تک مختلف لوگوں اور گروہوں نے مختلف انداز میں مذہب صوفیہ نوربخشیہ کے ساتھ جو ظلم کیا اور اس میں انتشار پھیلانے کی کوششیں کیں ان کا تذکرہ لامتناہی ہے۔ وقت حاضر میں شیخ سکندر حسین کی صورت میں ایک اور سانحۂ عظیم درپیش ہوا ہے اس شخص نے ایک بار پھر نوربخشیہ کے وجود کو پابند سلاسل کرنے کی جسارت کی مگر پینتالیس غیور نوربخشی علماء و مفتیان کرام نے بروقت کاروائی کر کے اس کی سازش کو بے نقاب کیا۔ اس کے عزائم مذمومہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک تاریخی شرعی فیصلہ صادر فرمایا جس میں سکندر حسین کو زندیق ملحد قرار دے کر نہ صرف ان دعویداروں کا ہاتھ روکا بلکہ اپنے اس غیرت و جرأتمندانہ شرعی فیصلے کے ذریعے اس آگ کو بجھایا جو شرپسندوں نے مذہب کے جڑوں میں لگانے کی جسارت کی۔

لگانے آگ جو آئے تھے آشیانے کو
وہ شعلے اپنے لہو سے بجھا دیے ہم نے

علاوہ ازیں ان شرپسندوں کے خلاف جہاد میں ایک عظیم الشان تاریخی احتجاجی مظاہرہ بھی کیا گیا۔ کراچی پریس کلب کے سامنے بھی دو دفعہ احتجاجی مظاہرے کیے گئے۔ اس ضمن میں پیر سید محمد شاہ کرمانی نے بھی ملزم سکندر حسین کے تالیف کردہ کتاب ''سیرۃ معصومین'' سے دس نکات کو حذف کرنے کے معاہدے پر دستخط کر کے کتاب کے خرافات پر مبنی ہونے کا ثبوت دیا۔ (پیر موصوف نے معاہدے پر ظاہری طور پر دستخط تو کر دیے مگر دوسری طرف وہ ملزم کو بچانے کے لئے پس پردہ مصروف نظر آتے ہیں)۔

عالم اسلام کے دیگر مفتیان عظام و علماء کرام نے بھی مؤلف کے خلاف فتاوے صادر کئے ہیں

۔اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان نے بھی اپنے فیصلے میں کتاب کے مندرجات سے 95% مسلمانوں کی دل آزاری ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے کتاب ضبطِ سرکار ضبط اور ملزم کے خلاف کاروائی کرنے کے لئے حکومت پاکستان کو سفارش پیش کی تھی لیکن ملزم کے خلاف ابھی تک مؤثر کاروائی نہیں ہوئی۔

پیر سید محمد شاہ کے دستخط کرنے کے بعد کسی نوربخشی فرد یا انجمن کو ملزم کی پشت پناہی کرنے کا کوئی اخلاقی، قانونی اور شرعی جواز نہیں تھا۔ تاہم اس کے برخلاف ایک بدنصیب ٹولے نے مذہب دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سکندر حسین اور اس کے حواریوں کا بھرپور ساتھ دیا اور اب بھی دے رہے ہیں۔ اس ٹولے میں انجمن فلاح و بہبود نوربخشی بلتستانیاں کراچی کے متنازعہ انتظامیہ اور متنازعہ ٹرسٹ کے ٹرسٹی اور دیگر قابضین شامل ہیں۔ جبکہ یہ مخصوص ٹولہ دعوا کرتے ہیں کہ ہم مذہب کے ساتھ مخلص ہیں یہ ٹولہ اپنے آپ کو مخلص دیندار ہونے کے دعوے کے ساتھ ساتھ مذہب صوفیہ نوربخشیہ سے تعلق رکھنے والوں پر یہ الزام بھی عائد کرتے رہے ہیں کہ یہ

Copyright www.sufinoorbakhshia.org

لوگ مذہب کے ساتھ مخلص نہیں ہے اور پیر کے حکم نہیں مانتے، وغیرہ وغیرہ۔ میرا ان دعویداروں سے سوال ہے کہ پیر موصوف نے کتاب کے مندرجات حذف کرنے کے معاہدے پر دستخط کرنے کا مطلب ہی کتاب میں سقم ہونے کا واضح ثبوت ہے، تو کیونکر اس متنازعہ کتاب کی حمایت کی جائے اور عقائد باطلہ کو تسلیم کیا جائے۔ ایک طرف تو یہ مکار ٹولہ صلح کا ڈھونگ رچا رہا ہے تو دوسری طرف مختلف انداز میں مختلف کتابچوں اور رسالوں میں انہی دس نکات کی تشریح کر کے عقائد باطلہ کے حق میں لوگوں کو قائل کرنے میں مصروف ہیں۔ اس سلسلے میں رسالہ "تبیان" کچھ زیادہ ہی سرگرم نظر آرہا ہے۔ واہ کیا مخلصی ہے دعویداروں کی؟

انجمن فلاح و بہبود نوربخشی بلتستانیاں، کراچی کے کارکنوں کا دعواہے کہ ہم انجمن کے ساتھ مخلص ہیں۔ اگر مخلص ہیں تو انجمن ایک بے دین ملزم، گستاخ رسول و آئمہ اور منکر قرآن سکندر کو قانون کے ہاتھوں سے بچانے کے لئے خطیر رقم کیوں خرچ کر رہے ہیں؟ کیا انہی مقاصد کے لئے نوربخشی عوام نے چندہ دیا تھا؟ اس حوالے سے حالیہ دنوں میں انجمن فلاح و بہبود کی غیر فلاحی اور غیر نوربخشی فیصلوں اور سرگرمیوں سے متعلق کچھ حقائق عرض کرنا چاہتا ہوں۔

☆: سکندر حسین 12 مئی 2002 کو مدرسہ اسلامیہ صوفیہ امامیہ نوربخشیہ کراچی سے روانہ ہوا تھا۔ اس کے بعد سے تاحال غیر حاضر ہیں اور مسلسل روپوشی اختیار ہوا ہے۔ دس مہینے کی ایک طویل غیر حاضری کے باوجود سکندر حسین کی تنخواہ جاری ہے۔ فی مہینہ کم از کم چار ہزار روپے کے حساب سے چالیس ہزار روپے بنتے ہیں۔ جو کہ ایک خطیر رقم بنتی ہے۔

☆: کراچی میں آج کل کسی بھی کالونی میں مکان کا کرایہ کم از کم دو ہزار روپے فی مہینہ ہے۔ یہاں پر ہم صرف 15 سو روپے تصور کرتے ہیں لہٰذا سکندر کے فیملی انجمن کے گھر میں مقیم ہیں، دس مہینے کا مبلغ 15 ہزار روپے بنتے ہیں۔ اور تاحال یہیں مقیم ہیں۔

☆: سکندر اور اس کے گھر والوں کے لئے انجمن کھانے پینے کا بھی بندوبست کرتا ہے۔ اس دور میں ایک عام آدمی کے گھر پر کھانے کا خرچہ کم از کم پانچ ہزار روپے فی مہینہ بنتا ہے یہاں پر چونکہ ایک خیراتی ادارے کی جانب سے ان کے نہاری مفت دستیاب ہے لہٰذا یہاں پر صرف -/3500 روپے تصور کرتے ہیں اس طرح دس مہینے کا -/35000 روپے بنتے ہیں۔ یہ خرچہ بھی ہنوز جاری ہے۔

☆: ٹرسٹ و انجمن کے جھوٹے دعویداروں نے ان کو بچانے کے نوربخشی عوام کی جمع کی ہوئی رقم مختلف پمفلٹوں اور کتابچوں پر خرچ کیا (مثلاً رسالہ فرقان، حقیقت سے پردہ اٹھتا ہے، وغیرہ) جبکہ ان پمفلٹوں اور کتابچوں میں انتشار پھیلانے والے تحریروں کے سوا کچھ نہیں تھا۔

☆: سکندر حسین کے فیملی کو پانی، بجلی، گیس اور ٹیلی فون کی بھی سہولت دے رکھی ہے۔ جبکہ یہ لوگ ان سہولیات کے ہرگز مستحق نہیں۔

☆: متعدد چیلوں نے کراچی سے اسلام آباد ملزم کو بچانے کی مہم کے سلسلے میں اسلام آباد کا چکر لگایا۔ جس سے ادارے کی ہزاروں روپے ضائع ہوئے۔ اب بھی غریب عوام کے چندہ سے جمع کیا ہوا رقم برباد کیا جا رہا ہے۔ تاہم ان سب کے باوجود اس مکار ٹولے کو ذلت اور رسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔

مندرجہ بالا تحریروں کی روشنی میں میرے خیال میں یہ مخصوص مکار ٹولہ مذہب پر نہیں بلکہ سکندر حسین کی ذات پر مخلص اور مہربان نظر آتے ہیں اور یہ لوگ نوربخشی عوام کے سرمائے سے اسلام دشمن شخص کی پشت پناہی کر رہے ہیں جو کہ باعث تشویش ہیں۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا تحریروں کو پڑھنے کے بعد آپ نے بخوبی اندازہ کر لیا ہوگا کہ مذہب کے ساتھ کون مخلص ہے اور کون نہیں؟ امن کا محور دین اسلام میں فساد پھیلانے کا اصل ذمہ دار کون ہے؟ ایسے مشکل حالات میں ہم سب کو مل کر مذہب کی سلامتی کے لئے آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔

٭ باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں ٭

☆ فقہی مسائل ☆

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ سوال پوچھنے والوں سے تاکیداً گذارش ہے کہ وہ اپنا اپنا مکمل نام اور پتہ ضرور لکھدیا کریں۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر ۱: بعض لوگ کہتے ہیں کہ داڑھی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس کا رکھنا اور نہ رکھنا دونوں برابر ہیں، کیا یہ بات صحیح ہے؟

سوال نمبر ۲: سرّی نمازوں میں یعنی ظہر اور عصر کی نمازوں کی باجماعت ادائیگی کے دوران اگر امام قرأت کو جہراً پڑھنے لگ جائے تو امام کو سرّ پڑھنے کی یاددہانی کس طرح کی جائیگی؟

سائل: لانس نائیک محمد ایوب صوفی، 17 این ایل آئی رجمنٹ

سوال نمبر ۳: زید کے باپ نے زید کی ماں کو زید کی نیابت میں ماں کہہ کر پکارا اسی طرح سے خالد کی ماں نے خالد کے باپ کو خالد کی نیابت میں باپ کہہ کر پکارا، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

سائل: غلام نبی اخلاقی محلہ آستانہ کورو۔

سوال نمبر ۴: کفارۂ قسم میں رقم دینا چاہے تو کتنی رقم درکار ہوگی؟

سوال نمبر ۵: استنجا اور وضو کے درمیان زیادہ وقفہ کرنا کیسا ہے؟

سائل: سپاہی شاہد علی شاہد، موضع دم سم۔

جوابات

جواب نمبر ۱: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اس قسم کے سوال کا جواب رسالے میں شائع ہو چکا ہے تاہم اس سوال کی نوعیت کچھ اور قسم کی تھی۔ یعنی سائل مذکور نے بعض لوگوں کا مفتیانہ قول پیش کر کے استدعا کی ہے کہ اس قسم کا مفتیانہ قول شرعاً کیسا ہے۔ از روئے شریعت محمدیہ داڑھی رکھنا ایک ایسی سنتِ نبوی ہے، جس کی خلاف ورزی حرام قرار دی گئی ہے۔ چنانچہ سوال مذکور والا مفتیانہ قول شرعاً لغو ہے۔ اس کے لئے کوئی معین حد بھی مقرر نہیں ہے۔ اس کو قینچی وغیرہ سے چھوٹی کرنا یا استرے وغیرہ سے چٹیل میدان بنانا دونوں شرعاً حرام ہیں۔

جواب نمبر ۲: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اگر کہیں ایسی صورتِ حال ہو تو امام کو یاددہانی کرانے کی خاطر امام کے زیادہ قریب والا کوئی مقتدی لفظ "سُبحان اللّٰہ" کہہ دیں۔ اس سے امام کو اپنی بھول چوک کا پتہ چل سکے گا۔

جواب نمبر ۳: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

انسانی معاشرے میں اکثر مقامات پہ یہ رسم چلی آتی ہے کہ شوہر اپنے بچوں کی طرف سے بیوی کو کبھی ماں کہہ کر پکارتا ہے۔ اس طرح سے بیوی اپنے شوہر کو بچوں کی طرف سے باپ کہہ کر پکارا کرتی ہے۔ یہ ایک معاشرتی رسم ہے۔ اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔ یعنی ایسا کرنا شرعاً روا ہے۔

جواب نمبر ۴: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

کفارۂ قسم میں اگر دس مسکینوں کو کھانا کھلانے والی صورت پر عمل کیا جائے تو دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا ضروری ہے۔ کھانا نہ زیادہ مہنگا ہو اور نہ زیادہ گھٹیا بلکہ درمیانے درجے کا کھانا معتبر ہے۔ پس دس مسکینوں کے دو وقت کے درمیانے درجے کے کھانوں کی جتنی قیمت بنتی ہو اتنی رقم شرعاً درکار ہوگا۔

باقی صفحہ نمبر ۳۸ پر ملاحظہ فرمائیں

☆اخبار التصوف☆

دنیائے تصوف کی خبریں

لیاقت علی خان، اسلام آباد



جلسہ سے ممتاز عالم دین علامہ محمد بشیر، مولانا محمد انور، صوفی آخوند حسین، جی ایچ معروفی، فاچو محمد امین اور طالب علم محمد عارف خطاب کر رہے ہیں

عید میلاد النبیؐ و یوم شاہ سید محمد نوربخشؒ:

مورخہ 18 مئی 2003ء کو انجمن محمدیہ صوفیہ نوربخشیہ، اسلام آباد کے زیرِ اہتمام عید میلاد النبیؐ اور عرس شاہ سید محمد نوربخشؒ کے سلسلے میں ایک عظیم الشان جلسہ ممتاز عالم دین علامہ محمد بشیر صاحب کے زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ اس موقع پر سینکڑوں عقیدت مندوں نے شرکت کی۔ علامہ محمد بشیر صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کا اصل مفہوم یہ ہے کہ اسلامی اصولوں پر ہر حالت میں عمل کریں اور اصولوں کی پاسداری کیلئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے اپنے امت کو جو شریعت عطا فرمائی ہے اس کی اصل روح کی حفاظت کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ واقعات اور حالات بدلتے رہتے ہیں مگر اسلامی شریعت کے اصول و فروع میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتا۔ اسلام آباد کے ممتاز صوفی آخوند محمد حسین نے کہا تصوف میں مرشدِ کامل کے رہنمائی کے بغیر ریاضت سے کما حقہ استفادہ حاصل نہیں کیا جا سکتا بلکہ اعتکاف نشینی میں مرشد کی ہدایت کے مطابق ریاضت کرنا پڑتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تصوف ایک روحانی سلسلہ ہے۔ اس میں پیر و مرشد کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود بھی ریاضت کرتا ہو اور ریاضت کے تمام رموز جانتا ہو۔ بغیر ریاضت کے روحانیت کے دعوی سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ طالب علم عارف نے کہا انسان کو اللہ نے بہترین مخلوق بنا کر بھیجا ہے۔ لہذا انسان کا فرض بنتا ہے کہ وہ نیک عمل کرے اور برائی سے اجتناب کرے۔ ایسا نہ ہونے کی صورت میں معمولی اختلافات بھی بڑھتے بڑھتے بڑے اختلافات کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ انہی حالات میں شاہ سید محمد نوربخشؒ نے اختلافات کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جس کی پاداش میں آپ کو سخت اذیتیں دی گئیں۔ انجمن محمدیہ کے صدر فاچو محمد امین نے اختلاف امت کو ختم کرنے کی ضرورت پر زور دیا اور کہا ہر شخص کو فروعی اختلافات سے دور رہ کر کام کرنا چاہئے۔ انجمن محمدیہ کے جنرل سیکریٹری جی ایچ معروفی نے کہا کہ برصغیر میں اسلام صوفیاء کرام کی کوششوں سے پھیلا۔ انہوں نے محبت اور اسلامی بھائی چارہ کو فروغ دیا۔ انہوں نے کہا حضور ﷺ کی آمد سے انسانیت کو وہ مقام ملا جس کی وہ حقدار تھے۔ آخر میں انہوں نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

پریس ریلیز

گذشتہ روز تنظیم تحفظ قرآن وختم نبوت کے زیر اہتمام منکرین قرآن وختم نبوت شیخ سکندر حسین کی کتاب ''سیرۂ معصومین'' کے خلاف ایک اجلاس تنظیم کے دفتر میں منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔

تلاوت کے بعد شرکاء اجلاس نے کہا کہ ملک بھر میں فرقہ ورایت پھیلانے کے لئے ایک رشدی ثانی منظر عام پر آگیا ہے، جس نے خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے توہین رسالتؐ پر مبنی کتاب ''سیرۂ معصومین'' لکھی ہے۔ جس میں توہین رسالت کے ساتھ قرآن مجید کے ترجے میں واضح تحریف بھی کی گئی ہے۔ کتاب میں متعدد قابل اعتراض صفحات شامل ہیں، جن میں کتاب کے مصنف نے (معاذ اللہ) دین اسلام کو نامکمل دین، انبیاء کرام کے علم کو نامکمل علم اور صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کی ناپاک جسارت کی ہے۔ اس کتاب کے منظر عام پر آنے کے بعد ملک بھر کے دینی اور مذہبی حلقوں میں شدید غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ ملک بھر کے علماء کرام نے مطالبہ کیا ہے کہ گستاخ رسالت سکندر حسین کی مذکورہ کتاب میں توہین قرآن، توہین رسالت، توہین انبیاء اور توہین صحابہ پر مبنی عبارات سے مسلمانانِ عالم کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ لہذا شاتم رسول سکندر حسین کو فی الفور گرفتار کر کے سرعام پھانسی دی جائے۔ اس سلسلے میں 12 اکتوبر 2002ء کو محمود آباد پولیس نے شاتم رسالت سکندر حسین کی گرفتاری کے لئے محمود آباد میں واقع اس کے مدرسہ جامعہ اسلامیہ صوفیہ امامیہ ٹرسٹ پر چھاپہ مارا تاہم چند سرکاری افسران کی پشت پناہی کی وجہ سے گرفتاری عمل میں نہ آسکی۔ نیز اب بھی ان ہی افسران کی پشت پناہی میں شاتم رسالت روپوش ہے۔ جبکہ اس کتاب کی مفت تقسیم اس کا نائب شیخ محسن اشراقی اور اس کے دیگر حواری آزادانہ طور پر کر رہے ہیں اور غیر اسلامی عقائد کو پھیلانے میں سرگرم عمل ہیں۔ جبکہ اس متنازعہ کتاب پر پورے پاکستان میں پابندی لگ چکی ہے۔ اس کے باوجود انتظامیہ ان کے خلاف کسی قسم کی کاروائی سے گریز کر رہی ہے۔ شرکاء اجلاس نے متفقہ طور پر مطالبہ کیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی جانب سے واضح سفارشات آنے کے باوجود اب تک کوئی خاطر خواہ کاروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔ لہذا شاتم رسالت سکندر حسین اور اس کی کتاب ''سیرۂ معصومین'' کی مفت ترسیل کرنے والوں اور پبلشرز کے خلاف فی الفور کاروائی کی جائے اور غیر اسلامی نظریات پھیلانے والے مدرسہ جامعہ اسلامیہ صوفیہ امامیہ ٹرسٹ کو فی الفور بند کی جائے تاکہ امن وامان کی صورت حال پر قابو پایا جاسکے۔ ورنہ کسی بھی وقت ناخوشگوار حالات پیدا ہو سکتے ہیں، جس کی ذمہ داری انتظامیہ پر عائد ہوگی۔

رپورٹ: نمائندہ خصوصی

ماہِ ذی الحجہ کی اعتکاف نشینی

رنگین نقش ونگار اور بہترین چوبکاری سے آراستہ وپیراستہ قدیم تاریخی خانقاہ معلی صوفیہ نوربخشیہ کورو جس کی بنیاد عظیم اسلامی مبلغ اور مظہر انقلاب جناب امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی تھی، میں بحمد اللہ مورخہ 24 فروری بمطابق ۲۲ ذی الحجہ بروز پیر کو سہ روزہ عزلت نشینی اختتام کو پہنچی۔ اس موقع پر محفل عید اعتکاف منائی گئی۔ معتکفین کے استقبال کا منظر بڑا دیدنی تھا۔ شائقین تصوف کی ایک کثیر تعداد نے پرنم آنکھوں اور خلوص بھری آہوں اور سسکیوں کے ساتھ ان کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہوئے بغل گیر ہوئے اور مصافحہ کئے۔ اس عزلت نشینی کی قیادت ماسٹر شکور علی صاحب کر رہے تھے۔ جبکہ ۷ خوش نصیبوں نے اس سعادت میں حصہ لیا۔ طالب علم محمد یوسف نے تلاوت کلام پاک اور محمد الیاس نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ مولانا غلام محمد سالک نے علم کے موضوع پر تقریر کی۔ مولانا غلام نبی صاحب نے علم وحکمت کے موضوع پر جوشیلے انداز میں خطاب کیا۔ دیگر مقررین میں مولانا محمد ابراہیم، مولانا محمد اشتیاق شامل تھے۔

رپورٹ: جی این اخلاقی، آستانوی

جلسۂ اعتکاف

حسب سابق امسال بھی مسجد امیر کبیر محلہ چمن سوق میں دس خوش نصیب لوگوں نے اعتکاف نشینی کی سعادت حاصل کی۔ اختتامی جلسہ میں صوفیوں کی ایک کثیر تعداد شامل ہوئے۔ جلسہ کی صدارت جناب بواحید صاحب فرما رہے تھے۔ نونہال طالب علم غلام نبی کی تلاوت سے آغاز ہوا۔ جناب آخوند مہدی پیش امام محلہ تھماچو نے اپنی تقریر میں اعتکاف نشینی کے فوائد

وبرکات کے بارے میں روشنی ڈالی۔ بوا غلام علی نوری نے اپنے تقریر میں قرآن مجید کی فضیلت بیان کی اور قرآن مجید کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے پر احادیث نبویؐ اور اقوال علیؑ کی روشنی میں شیخ سکندر کی مذمت کی۔ آخوند ابراہیم صاحب نے اپنی تقریر میں کتاب سیرۃ معصومین کی مذمت کرتے ہوئے علمائے صوفیہ نوربخشیہ کی سپریم کونسل کے صادر کردہ فتوے کی مکمل تائید کا اعلان کیا اور تمام سامعین نے ہاتھ اٹھا کر تائید کی۔ آخر میں ایک قرارداد مذمت منظور کی گئی جس میں حکومتِ عالیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ شیخ سکندر کے حامیوں کی فہرست ستر فیصد جھوٹ پرمبنی ہے ،لہذا اس بارے میں تحقیقات کیا جائے۔ تمام شرکاء نے اسلامی نظریاتی کونسل کے فیصلے کو سراہا اور تا حال کونسل کے فیصلے پر مؤثر کاروائی نہ ہونے پر دکھ کا اظہار کیا۔ مطالبہ کیا گیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے تمام احکامات پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے ، تا کہ یہ علاقہ امن وسکون سے اسلامی زندگی گزار سکے اور اسلام دشمن عناصر کے فریب کاری سے محفوظ رہ سکے۔ آخر میں حکومت پاکستان اور اسلام کی سربلندی کے لئے دعاء کے ساتھ میٹنگ ختم ہوئی۔

رپورٹ: سیکریٹری نشرواشاعت

۞: جشنِ غدیر

۱۸ ذوالحجہ کو میر پی ژھر کے مسجد میں عید غدیر کے سلسلے میں ایک جلسہ کا اہتمام ہوا۔ جس میں خواتین کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ جلسے کی صدارت سیدہ راضیہ میر پی ژھر نے کی، جبکہ سیدہ محدثہ وفاطمہ مہمانانِ خصوصی تھیں۔ سیدہ عذرا اور ناظرہ نے حضرت علیؑ کی شان میں قصیدہ پیش کیں اور سیدہ ثمینہ نخمی نے ایک نظم پیش کیا۔ باجی فروا اور باجی فاطمہ نے حضرت فاطمہ زہراؑ کی شان میں قصیدہ پیش کیا۔ فریدہ، تھسکو نگ نے حضرت علیؑ کے سیرت زندگی پر روشنی ڈالی۔ کنیز زہرا نے نماز و غسل کے مسائل سے آگاہ کیا اور دیگر طالبات نے مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔ وطن عزیز کی سلامتی واستحکام اور عالم اسلام کے مسلمانوں کے حق میں دعائے خیر کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

رپورٹ: راضیہ بتول دختر محمد بشیر
ہیڈ ماسٹر مڈل سکول چھلو

۞: سی ڈی اے کا مستحسن اقدام

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد جو کہ وفاقی دارالحکومت میں مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی واحد جامع مسجد ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر اس جامع مسجد کی توسیع ناگزیر ہوگئی تھی جس کے لئے سالہا سال سے CDA کے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا جاتا رہا مگر کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوسکی تاہم موجودہ اور سابقہ چیئرمین CDA، چیف ایڈیمنسٹریٹر شمالی علاقہ جات اور ممبران قانون ساز کونسل کی دلچسپی کی وجہ سے CDA کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے اصولی طور پر اس مسجد کی توسیع کی منظوری دے دی۔ جس پر عمل درآمد مورخہ 6 جون 2003ء کو متعلقہ شعبہ کے اعلیٰ افسران نے مسجد کے شمال کی جانب واقع ملحقہ پلاٹ انجمن صوفیہ نوربخشیہ کے حوالے کیا تا کہ مسجد کی توسیع کی جاسکے۔ اس موقع پر انجمن کی انتظامیہ نے CDA کے اعلیٰ حکام کی تعریف کی اور کہا کہ سی ڈی اے کے اس بروقت فیصلے کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

آگاہ رہے! جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے نمازی حضرات جمعہ اور عیدین کے مواقع پر بارش ہو یا تپتی دھوپ، کھلے آسمان تلے نماز ادا کرنے پر مجبور تھے اس طرح نمازی حضرات کو مشکلات کا سامنا تھا۔ اس پلاٹ کی الاٹمنٹ سے اہل صوفیہ نوربخشیہ کی دیرینہ خواہش پوری ہوگی۔

رپورٹ: جی ایچ معروفی
جنرل سکریٹری

۞: اظہارِ تشکر

مورخہ ۶ جون ۲۰۰۳ء کو بعد از نماز جمعہ انجمن محمدیہ بلتستانیہ صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کا ایک ہنگامی اجلاس حاجی قاچو محمد امین صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں انجمن کے عہدیداروں کے علاوہ چیئرمین سپریم کونسل محمد سلیم صاحب نے بھی شرکت کی۔ اجلاس میں صدر انجمن نے پلاٹ کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں تفصیلی بریفنگ دی۔ اس موقع پر متفقہ طور پر سی ڈی اے کے اعلیٰ حکام کی تعریف کی اور شکریہ ادا کیا۔ خصوصا

www.sufianoorbakhshia.org Copyright

موجودہ چیئرمین عبدالرؤف چودھری صاحب اور سابق چیئرمین میر لائق شاہ صاحب، سابق ڈائریکٹر محمد اقبال صاحب، ڈپٹی ڈائریکٹر محبوب علی خان صاحب، ممبران بورڈ آف ڈائریکٹرز، ڈپٹی چیف ایگزیکٹو شمالی علاقہ جات حاجی فدا محمد ناشاد صاحب، مشیر بلدیات محمد اسماعیل صاحب، ممبران قانون ساز کونسل غلام علی حیدری و محمد جعفر صاحب اور حاجی فاچو محمد امین صاحب صدر انجمن، اس کے علاوہ وہ حضرات جنہوں نے اس بیت اللہ کی توسیع کے سلسلے میں کوششیں اور دعائیں کیں سب کا شکریہ ادا کیا گیا۔ بعد نماز جمعہ تمام معاونین حضرات کی درازی عمر بصحت، سلامتی اور ترقی کے لئے نماز حاجت اور خصوصی دعا کی گئی۔

رپورٹ: جی ایچ معروفی

جنرل سیکریٹری

۞: الحاج فقیر محمد علی کی صحت یابی

آپ کا تعلق علاقہ شگر کے ایک گاؤں الچوری سے ہے۔ آپ ایک درویش صفت انسان ہیں اور فقیری آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ آپ کی یہ پارسائی طبیعت بچپنے سے ہے۔ آپ مشہور بزرگ حضرت بوا دوا رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی تھے۔ آپ نے دو دفعہ حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا۔ اہل ریاضت آپ سے بہت عقیدت رکھتے ہیں اور دور دراز سے لوگ آپ کی زیارت کے لئے چلے آتے ہیں۔ لیکن ظاہر پرست لوگ انہیں پاگل، دیوانہ کہتے ہیں۔ آپ وقت کے صاحب کرامت بزرگوں میں سے ہیں۔ رمضان المبارک کے تیسرے عشرے میں بیمار پڑ گئے تھے۔ علاج کی غرض سے ڈسٹرکٹ ہسپتال سکردو میں داخل کرایا گیا۔ جہاں ان کا طبی معائنہ کیا گیا تو ایک اور تشویش سامنے آئی کہ ان کے دل کا ایک حصہ بھی کام نہیں کر رہا تھا۔ انہی دنوں آپ پر فالج بھی پڑ گیا اور اس طرح آپ بالکل مفلوج ہو کر رہ گئے۔ اور ہسپتال والوں نے آپ کو لاعلاج قرار دے دیا۔ انہیں اپنے آبائی گاؤں لایا گیا۔ یہاں بھی ان کی حالت تشویشناک ہی رہی اور ان کے بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ لاتقنطوا من رحمت اللہ کے بموجب اہل ریاضت والوں نے اللہ پاک کے حضور دل کی گہرائیوں سے دعا و مناجات کی۔

اللہ نے اپنے محبوب بندوں کی لاج رکھ لی اور آپ کو شفا عطا فرمائی۔

ہم اہل خاندان سب سے پہلے اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد ان تمام حضرات کے شکرگزار ہیں جنہوں نے دور دراز سے تشریف لا کر آپ کی عیادت کی۔

رپورٹ: سخاوت علی شگری

۞: حاجی محمد ابراہیم صاحب کا وفات حسرت آیات

علاقہ کھرکھوہ کے نامور مذہبی شخصیت جناب حاجی محمد ابراہیم صاحب گذشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کھرکوہ گھرونگ کے ایک معزز مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی پوری عمر علاقے کے عوام کی خدمت کرتے ہوئے گذارا۔ علاقے میں جہاں کہیں جھگڑا ہوا یا کوئی مسئلہ یا مقدمہ درپیش ہو تو لوگ منصفانہ اور حتمی فیصلہ کے لئے آپ ہی سے رجوع کرتے تھے۔ آپ نے ہمیشہ شریعت کے مطابق انصاف کے ساتھ لوگوں کے مسائل اور جھگڑے نمٹائے۔ آپ کے فیصلے کو لوگ قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مقامی لوگ اپنے بیشتر مشکلات کے سلسلے میں آپ ہی سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ اس لحاظ سے علاقہ کے لوگ آپ کا نہایت احترام کیا کرتے تھے۔ آپ ایک انتہائی مخلص، دیانت دار، معاملہ فہم اور صوم وصلوٰۃ کے پابند شخصیت کے مالک تھے۔ آپ محمد علی صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر FPSC کے سسر اور نمائندہ نوائے صوفیہ کھرکوہ ماسٹر عبدالکریم صاحب اور نامور وکیل غلام محمد صاحب کے والد محترم تھے۔ آپ پچھلے دو سال سے صاحب فراش تھے۔ گذشتہ دنوں 90 سال کی عمر میں آپ انتقال کر گئے۔ ادارہ نوائے صوفیہ لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ پاک مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

رپورٹ: ڈاکٹر ایم اے شاہد

۞: جامع مسجد وزیرپور کی تعمیر و توسیع

صوفی آباد وزیرپور میں واقع جامع مسجد میں عیدوں اور جمعہ کے دنوں جگہ تنگ پڑ جاتی تھی، جس بنا پر مسجد کی توسیع ضروری سمجھی گئی۔ اس سلسلے میں اہل محلہ اور ملک و بیرون ملک مقیم اہلیان علاقہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ افتتاحی تقریب میں مولانا غلام رسول صاحب نے اہل محلہ کی دینی جذبے

Copyright www.sufinoorbakhshia.org

کو خراجِ تحسین پیش کیا اور اس نیک کام میں حصہ لینے والوں کے حق میں دعائے خیر کی۔

رپورٹ: گلزار علی بستی
صوفی آباد وزیر پور شگر

اظہار تشکر

پچھلے سال ہمارے بھائی احمد علی نانگیر مرحوم کی اندوہناک وفات پر اندرون ملک اور بیرون ملک سے ہمارے دوست احباب کی طرف سے تعزیت پرسی اور اظہار ہمدردی کا بے شمار خطوط ملے ہیں، جن کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے ادارہ نوائے صوفیہ کی وساطت سے ہم اپنے جملہ مخلصین کا شکریہ ادا کر رہے ہیں۔

آپ سب کا مخلص
عبدالسلام، محمد ابراہیم سرمیکی،

انجمن فلاح و بہبود سرموں کی تنظیم نو

انجمن فلاح و بہبود سرموں کراچی رجسٹرڈ کی ایک جنرل باڈی میٹنگ سرموں ہاؤس کراچی میں منعقد ہوئی۔ جس میں کثیر تعداد میں دانشوروں، نوجوانوں اور علاقے کے نمائندوں نے شرکت کی۔ میٹنگ میں متفقہ طور پر اہلیان سرموں کی باہمی اتحاد و اتفاق کو مدنظر رکھتے ہوئے سال نو کے لئے نئی کابینہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ نئی کابینہ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

محمد حسین ساگر	صدر
موسیٰ خان	نائب صدر
ریاض حسین حسرت	جنرل سیکریٹری
علی موسیٰ خان	نائب جنرل سیکریٹری
عبدالعزیز	نگران اعلیٰ
احمد علی	سیکریٹری نشر و اشاعت
موسیٰ	سیکریٹری اجلاس
غلام حسین غالب	جوائنٹ سیکریٹری
علی موسیٰ	فنانس سیکریٹری

واضح رہے کہ انجمن فلاح و بہبود سرموں رجسٹرڈ کراچی علاقہ سرموں کی واحد فلاحی تنظیم ہے، جس کا مقصد علاقے کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہنا ہے۔ میٹنگ کے آخر میں جناب علی محمد لال صاحب نے نومنتخب کابینہ سے حلف لیا۔

رپورٹ: ریاض حسین،

ممتاز حسین کا اعزاز

نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ممتاز حسین سینوی نے بی ایڈ کے حالیہ امتحان میں 1100 میں سے 722 نمبر کے آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی مظفر آباد میں ٹاپ کر کے گولڈ میڈل کے مستحق قرار پائے ہیں۔ یاد رہے کہ موصوف اس طرح اہل تصوف میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے گولڈ میڈل حاصل کرنے والے پہلے شخصیت بن گئے ہیں۔ اس کامیابی پر علاقے کے معززین نے انہیں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ موصوف ڈسپنسر صوفی محمد یوسف کے فرزند ارجمند ہیں اور سال 2000ء میں آزاد کشمیر یونیورسٹی سے ایم ایس سی ایگریکلچر کی ڈگری ہائی فرسٹ ڈویژن میں حاصل کی تھی۔ موصوف عرصہ دو سال سے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں سکیل B-14 میں بحیثیت ٹیچر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

رپورٹ: علی محمد محمدی
مدرس ہائی سکول سرموں

چھوار سٹوڈینٹس آرگنائزیشن کا سالانہ اجلاس

چھوار سٹوڈینٹس آرگنائزیشن کا سالانہ کنونشن منعقد ہوا۔ اجلاس میں تنظیم کے ممبران کے علاوہ گاؤں کے کثیر لوگوں نے بھی شرکت کی۔ عوام کے مشورے سے درج ذیل لوگوں کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

روزی علی	صدر
اسد علی	سیکریٹری نشر و اشاعت
زاہد حسین	رابطہ سیکریٹری

گاؤں کے لوگوں نے تنظیم کے زیر اہتمام چلنے والے سکرچن لائبریری کی کارکردگی کو سراہا۔ مقررین نے تنظیم کو مالی معاونت کی یقین دہانی بھی کی

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

ہے۔ اجلاس کے آخر میں ایک متفقہ قرارداد بھی پاس کیا گیا جس میں گاؤں کے مسائل و مشکلات بالخصوص بھارت کی بلا اشتعال فائرنگ کے نتیجے میں نقصانات کا ذکر کیا گیا اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ شیوک سیکٹر (چھوربٹ) کے عوام کے مسائل کو جلد از جلد حل کیا جائے۔ اہلیان علاقہ عرصہ پچاس سال سے افواج پاکستان کے ساتھ ہر قدم پہ تعاون کر رہے ہیں۔ جبکہ حکومت اس پسماندہ گاؤں کو نظر انداز کر رہی ہے۔

رپورٹ: اسد علی
چھوار کلق تھنگ

❁: افتتاحی تقریب:

مدرسۂ شاہِ مردان تھونگموس

مورخہ 20 فروری 2003 بمطابق 18 ذی الحجہ بروز جمعرات کو مدرسۂ شاہ مردان تھونگموس کا افتتاح الحاج سید جلال الدین کے دست مبارک سے ہوا۔ افتتاحی تقریب میں وادی چھوربٹ کے مضافات سے سینکڑوں لوگوں نے شرکت کی۔ اس تقریب کی صدارت الحاج سید جلال الدین کر رہے تھے اور مہمان خصوصی غلام علی حیدری ممبر ناردرن ایریاز قانون ساز کونسل تھے۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض رستم علی انجام دے رہے تھے جبکہ تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کا شرف قاری محمد الیاس نے حاصل کیا۔ عنایت علی وسموا نے بارگاہ رسالت میں منقبت پیش کی۔ آخوند علی صاحب نے یوم غدیر کی مناسبت سے قصیدہ پیش کر کے شرکاء جلسہ سے خوب داد وصول کی۔ مدرسۂ ھذا کے طالبہ ماریہ حسین نے یوم غدیر کے موضوع پر تقریر کر کے شرکاء جلسہ سے داد و تحسین اور انعامات حاصل کئے۔ سید محمد کاظمی نے یوم غدیر کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور مدرسہ کی ترقی اور کامیابی کے لئے دعا کی۔ مہمان خصوصی غلام علی حیدری نے مدرسہ کی عالیشان عمارت کے مکمل ہونے پر اہلیان تھونگموس کو مبارک باد دی اور مدرسہ کو چلانے میں ہر قسم کے تعاون کرنے کا یقین دلایا۔ بزرگ عالم دین الحاج سید جلال الدین صاحب نے قرآن، حدیث اور شاہ سید محمد نوربخش کی تعلیمات کی روشنی میں اتحاد بین المسلمین کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا۔ عالم اسلام کی وحدت، وطن عزیز کے استحکام و سلامتی اور پاک فوج کی فتح و نصرت کے خصوصی دعاؤں کے ساتھ یہ تقریب ختم ہوئی۔

رپورٹ: جی ایم کوثر نمائندہ نوائے صوفیہ چھوربٹ

چندہ دہندگان برائے مدرسہ شاہ مردان تھونگموس

سید محمد کاظمی، ہسکسا	5000/-	ہیوان وثیقہ	1000/-
غلام علی حیدری، ہسکسا	5000/-	نثار بیکری والا	1000/-
عبداللہ ڈرائیور، کلان	5000/-	اہلیان امیر آباد	500/-
نثار صاحب، ہسکسا	1000/-	علی صاحب، پروک	500/-
حسن صاحب، چھوار	5000/-	حسین علی ممبر	2000/-
NYF، ہسکسا	5000/-	نمبردار روزی علی	400/-
سید ذاکر صاحب	1000/-	سید جلال الدین	300/-
حسینی صاحب	500/-	عبدالرحمان، سیارق	100/-
روزی علی	500/-	نمبردار سیارق	100/-
غلام محمد صاحب،	500/-	سلطان علی تھوگموس	100/-
الرضا بیکری، ہسکسا	300/-	محسن سینیٹری چیلو، 5 جوات صوفیہ	
سید عباس، ہسکسا	200/-	فضل علی	100/-
مدرس محمد علی، ہسکسا	100/-	محمد علی	100/-
ابراہیم خلیل، ہسکسا	100/-	ایوب	500/-
حاجی حسین، چھوار	100/-	مرتضیٰ علی، حسن آباد	200/-
ابراہیم، چھوار	50/-	محمد علی ذیلدار	1000/-
محمد علی، ہیوان	200/-	ناصر، ہیوان	50/-

❁: قرارداد مذمت

تنظیم صوفیہ نوربخشیہ تھگسں کا ایک ہنگامی اجلاس حاجی محمد جان کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں شیخ سکندر ، کی کتاب کے حق میں جعلی، پر فریب اور جھوٹے دستخطوں پر اظہار تعجب کیا گیا۔ ان کا کہنا کہ شیخ کے حامی ان کے حق میں کچھ بھی کر بیٹھنے کو تیار ہے اس کا مطلب ہے کہ سفید جھوٹ اور پروپیگنڈوں کے سہارے حقیقت مستور کر کے جعلسازی سے کام چلایا جائے۔ اس طرح وہ سادہ لوح نوربخشی عوام اور حکومت عالیہ کو دھوکے میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں تنظیم صوفیہ نوربخشیہ تھگسں کا

مطالبہ ہے کہ تھگس اور گردونواح کے جعلی دستخطوں اور جعلی پیش اماموں کی فہرست کے بارے میں قانونی طور پر چھان بین کیا جائے۔ جس میں ستر فیصد خودساختہ پیش امام اور خطیب کے نام ہیں گے۔ جن میں تھگس مرکز سے ۸ پیش اماموں کے نام مکمل جھوٹ ہے۔ اس طرح گلشن کبیر میں موجود صرف ۲ پیش امام ہے لیکن اس سے کئی گنا زیادہ لکھایا گیا ہے۔ اس طرح سلترو میں ۲۲ پیش اماموں کی جعلی فہرست لکھی گئی ہے جبکہ سلترو میں صرف گیارہ سے زیادہ مسجد ہے ہی نہیں۔ لہذا ہم حکومت عالیہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ان تمام جھوٹے دستخطوں اور حمایت کنندوں کے بارے میں جلد از جلد قانونی کاروائی کی جائے، تاکہ جھوٹ کا پول کھل جائے اور ایسے لوگوں کو آئندہ پھر سے ایسی حرکت کرنے سے باز رکھا جاسکے۔

تمام نوربخشی حضرات سے گذارش ہے کہ اپنے اپنے محلے سے جن کے نام "تبیان" اور دوسرے پمفلٹ کے فہرست میں لکھا گیا ہے، بذریعہ نوائے صوفیہ ارسال کریں اور حکومت عالیہ سے تحقیق کی درخواست بھی کریں۔ لہذا اشرکا، میٹنگ حکومت وقت سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ شیخ سکندر کو گرفتار کر کے اسلامی معاشرے کو سکون فراہم کریں اور اس کے حامی جو پرفریب پروپیگنڈہ کر رہے ہیں، کو لگام دیں۔

رپورٹ: سیکریٹری نشرواشاعت
تنظیم صوفیہ نوربخشیہ، تھگس

◉: تنظیم نوجوانانِ صوفیہ نوربخشیہ شگر (ناس) کا اجلاس

شگری ہاؤس کورونگی میں تنظیم نوجوانانِ صوفیہ نوربخشیہ اکبرآباد (کیاہونگ) شگر خاص کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس کا آغاز شیر محمد شاہد نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ امور مختلف کے علاوہ تنظیم کے سالانہ بجٹ کے بارے میں بھی تبادلہ خیالات ہوا۔ نئی کابینہ کے اراکین درج ذیل قرار پائے۔

محمد اسحاق نوری: صدر   محمد سکندر حیات: نائب صدر

شیر محمد آبادی: جنرل سیکریٹری

اجلاس میں شیر محمد شاہد، نثار حسین، اکبر خان، شبیر حسین خیالی، احسان علی پردیسی نے بھی شرکت کی۔   رپورٹ: محمد اسحاق نوری

◉: نوٹ

نوائے صوفیہ کے فنانس منیجر جی ایچ معروفی کا رہائشی ایڈریس تبدیل ہو گیا ہے۔ لہذا قارئین نوائے صوفیہ سے گذارش ہے کہ آئندہ درج ذیل پتہ پر منی آرڈر یا خط و کتابت ارسال فرمائیں۔

جی ایچ معروفی: مکان نمبر 67-D،
گلی نمبر 12، جی سیون۔ تھری ٹو۔
اسلام آباد۔ فون: 2876241

بقیہ: آپ کے مسائل اور ان کا حل

اس کے لئے ہر ایک علاقے کا بھاؤ شرعاً معتبر ہوگا۔ قسم کا کفارہ دینے والا جس علاقے میں رہائش پذیر ہو، اس کو اسی علاقے کا بھاؤ ماننا پڑے گا۔ زیادہ ارزاں بھاؤ کی تلاش کا مقصد لے کر اس کو دیگر علاقوں سے مطابقت دور سے کی شرعاً گنجائش نہیں ہوگی۔

جواب نمبر۵:   بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

ازروئے شریعت محمدیہ وضو اور غسل سے پہلے استنجا کا مرحلہ طے کرنا واجب ہے۔ تاہم استنجا اور دونوں طہارتوں میں موالات شرط نہیں ہے۔ چنانچہ وقفہ کرنے کی گنجائش ہے۔ لیکن وقفہ اتنا زیادہ بھی نہ ہو جس سے نماز کا وقت ہی نکل جائے۔

امید ہے کہ سائل حضرات ان جوابات سے مطمئن ہوں گے۔

فرمودات حضرت شاہ ہمدان

اگر خدا کی ذات سے آشنائی چاہتے ہو تو لوگوں سے علیحدگی اختیار کرو دنیا پرست لوگوں کی محبت سے دور رہو تاکہ تمہارا دل سیاہ نہ ہوجائے۔

اپنی انانیت کو ختم کرو تاکہ اپنی اصلیت کو تلاش کرسکو۔

حق کے کام میں لگا رہ تاکہ تیرا کام بن جائے۔

Copyright www.sakhanoorbakhshia.org

☆نامۂ سالک☆

قارئین کے خطوط

مولانا محمد انور تھلوی

مدرسہ ڈیرہ دون کی کارکردگی اطمینان بخش ہے۔ مرکزی انجمن کی سرگرمیاں بھی جاری ہیں۔ دعوات صوفیہ کا دوسرا ایڈیشن اور اوراد فتحیہ کا پہلا ایڈیشن شائع ہو کر منظر عام پر آچکا ہے۔ یہ کام میرے سپرد تھا۔ قبلہ علامہ صاحب کی خدمت میں اور تمام اراکین نوائے صوفیہ کو سلام عرض۔

ماسٹر حشمت اللہ

سیکریٹری نشر و اشاعت

انجمن صوفیہ نوربخشیہ ضلع کرگل

مذہب سکندری کے بانی شیخ سکندر کی کتاب "سیرۂ معصومین" کی تائید میں "حقائق سے پردہ اٹھتا ہے" نامی پمفلٹ میں جمہور علماء کے جو فقد آور فہرست دی ہے وہ محض دھوکہ ہے۔ کیونکہ پچھلے ماہ سید محمد الموسوی عراقی میر واعظ خانقاہ معلی شگر خاص نے سکردو کے مرکزی خانقاہ میں خطبۂ جمعہ کے دوران واضح انداز میں اس نام نہاد فہرست سے مکمل لاتعلقی کا اظہار کیا ہے، بلکہ شدید ترین الفاظ میں اس خیانت کاری کو قابل ملامت قرار دیا ہے۔ اب آپ بتائیں سید محمد عراقی جیسے جید عالم دین کا نام یونہی لکھ دیا ہے تو دیگر سید جیسے سادھے آئمہ مساجد کے نام لکھتے وقت ان کے فرشتوں کو بھی خبر ہونے نہیں دی ہوگی۔ فہرست میں شامل تمام آئمہ مساجد کا فرض بنتا ہے کہ اس فہرست سے لاتعلقی کا اظہار کرے۔ فتنۂ سکندری کی تائید کرنے والے وہی بوکھلاہٹ کا شکار مٹھی بھر چند افراد ہیں جو وظیفہ خوار ہونے کی بنا پر مذہب صوفیہ کو تقسیم کرنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ مگر خدا کی قدرت دیکھئے انہیں ہر جگہ ذلت کا سامنا ہے۔ جن منفیوں نے قبلہ علامہ صاحب کے نام گمنام خطوط لکھے ہیں وہ سارے کے سارے فرضی نام ہے۔ ساری کاروائی مخصوص درجن بھر آدمی کا ہے۔ جو کبھی اپنا نام ذاکر لکھتا ہے اور کبھی محمد کاظم لکھتا ہے۔ ان کا اصل مقصد آپ لوگوں کے مشن میں رکاوٹ ڈالنا ہے۔

شمارہ نمبر ۵۷ کے تمام کے تمام مضامین قابل تعریف ہیں۔ دو دائرے خوب سے خوب تر ہو رہا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس کو آگے بڑھائیں۔ مجاہد حسین کاوش کی محنت اور خلوص کو ہمارا سلام۔ غازی صاحب کو مکمل نایاب پاتا ہوں۔ ایسے حالات میں ان کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔

محمد اسماعیل کرگی،

مقیم حال سکردو۔

اے صوفیہ نوربخشیہ سے پیار کرنے والو! مساوات کی بنیاد پر زندگی گزارنے کے حق کا احترام کرنے والو! اے فقیر محمد ابراہیم صاحب! اے حضرت علامہ محمد بشیر صاحب اللہ آپ لوگوں کی عمر دراز کرے۔ اے صوفیہ نوربخشیہ پر جان قربان کرنے والو! اے صوفیہ نوربخشیہ کے نگہبانو! اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو سلامت رکھے۔ اے شیخ سکندر! اللہ تجھے ہدایت دے۔ اے مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے دشمن! جس طرح تم نے ہمارا سکون برباد کیا ہے اللہ تمہیں بھی بے سکونی کی زندگی سے دوچار کردے۔ پیروکاران صوفیہ نوربخشیہ زندہ باد۔ سکندری قوم مردہ باد۔

کاکا پو محمد افضل چیلو،

تیمر روڈ، پشاور کینٹ۔

نوائے صوفیہ دینی مسائل بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف علمائے کرام

کے مختلف گوشوں پر مبنی فصیح و بلیغ خیالات لکھنے سے نوربخشی عوام میں دن بہ دن مقبول ہو رہا ہے۔

عبدالکریم ژنپلو پایین

شیخ سکندر حسین اور اس کے چودہ شاگردوں نے جس طرح قرآن مجید کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے وہ واقعی قابل افسوس ہے۔ کیونکہ نوربخشی اسلاف کی تعلیمات کے روشنی میں موجودہ قرآن مجید بغیر کسی کمی بیشی کے بالکل مکمل ہے۔ اسی پر ہمارا عقیدہ ہے۔

عبدالرحمن کریسی مجروح

نوائے صوفیہ کا تازہ شمارہ نظروں سے گزرا جس میں "دو دائرے" اور مجاہد حسین کاوش کا مضمون "حق کا علمبردار کون؟" قابل تعریف ہیں اور قارئین نے بہت پسند کیا ہے۔ دعا ہے کہ خدمت دین کی مزید توفیق دے۔

محمد اسلم عاصی

ایک رپورٹ باعنوان "مخلص کے دعویداروں کا رویہ" لکھا ہے یہ رپورٹ میں نے باخبر ذرائع سے معلوم کر کے ترتیب دی ہے۔ لہذا آپ سے گذارش ہے کہ اسے رسالہ میں شامل اشاعت فرمائیں۔

محمد یسین منیر۔

پی ای سی ایچ ایس، کراچی

مادہ پرستی کے اس دور میں نوائے صوفیہ مذہب صوفیہ نوربخشیہ کی تعمیر و ترقی کیلئے کوشاں ہیں۔ اس کے مخلص کارکن اس دور میں بھی مذہب حقہ کی مستحکم تشہیر و ترویج کے لئے دن رات ایک کر کے محنت کر رہے ہیں۔ اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائیں۔ خصوصاً قبلہ علامہ محمد بشیر مدظلہ العالی اور ان کی اوارتی ٹیم کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ یہ دنیا کا اصول ہے کہ کوئی مخلص فرد کسی نیک کام میں حصہ لے تو دنیا اس کے خلاف ہو جاتی ہے اور اس نیک کام کو روکنے کے لئے ہزاروں حربے استعمال کئے جاتے ہیں۔ لہذا ان کے غوغا کی طرف کان دھرے بغیر آگے بڑھنے کی اشد ضرورت ہے اور بمصداق اس شعر کے مزید ترقی کی طرف رواں دواں ہو۔

تندیٔ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

مولانا فرمان علی

کھرمنگ، داس شگر

جناب ڈاکٹر محمد عارف صاحب کو پی ایچ ڈی مکمل کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ وہ ایک اچھے استاد اور مخلص انسان ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ وہ ہمارا فخر ہے۔

ایک مداح

"سیرۃ معصومین" کی حمایت میں جن لوگوں کے نام کی تشہیر کی گئی ہے وہ صرف تعداد کی دھاک بٹھانے کے لئے ہے۔ جبکہ ان میں اکثریت غیر کے فقیر لوگ ہیں۔ میرا ان نام نہادوں سے سوال ہے کہ اتنے علما کہاں سے آئے جو اس کتاب کے حق میں ہے۔ کئی لوگوں کا نام تین تین بار لکھا گیا ہے تاکہ تعداد زیادہ نظر آئے۔ نوائے صوفیہ کی وساطت سے میرا تمام باشعور نوربخشی عوام بالخصوص نوجوانوں سے التماس ہے کہ وہ اس بڑھتی ہوئی منافقت کا زندہ دلی سے مقابلہ کریں۔ اس سلسلے میں وادی بلغار کے نوربخشیوں کا کردار قابل تحسین ہے۔

نیاز علی عابد، سابق صدر

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن، بلغار

شمارہ نمبر ۵۷ کے سارے مضامین قابل تعریف ہیں۔ بالخصوص معروفی صاحب کی مضمون بہت پسند آیا۔

شمیم رضا بگتی

نمائندہ نوائے صوفیہ چھپلو

میں اراکین ادارہ کا مشکور ہوں کہ ہمیں مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے لئے اپنے دلوں کی محبت اور الفت کے اظہار کے لئے اس پاک رسالے کو ذریعہ بنایا۔

احمد علی غزالی شگری

مقیم لاہور گلبرگ

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

ان دنوں نوائے صوفیہ پوری آب وتاب کے ساتھ بام عروج کی طرف گامزن ہے۔ قبلہ علامہ صاحب اور مجاہد حسین کاوش کے مضامین انتہائی دیدہ زیب ہیں۔ اللہ کرے قلم میں اور زیادہ روانی پیدا ہو۔ میرا نام مستقل خریداروں کی فہرست میں شامل کریں۔

حوالدار علی خان

13 این ایل آئی رجمنٹ

یہ واحد رسالہ ہے جو شاہ سیدؒ اور شاہ ہمدانؒ کی تعلیمات دنیا میں تشہیر کرنے کے لئے شب وروز کوشاں ہے۔ رسالہ روز بروز معیاری اور مقبول عام ہوتا جارہا ہے۔ جو شاہ سیدؒ اور شاہ ہمدانؒ کے غداروں اور اسلام دشمن عناصر کی ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے میں مرکزی کردار ادا کر رہے ہیں۔ جب تک ہماری ایک ایک سانس باقی ہیں ہم نے اس مسلک کے تحفظ کرنی ہے۔ انشاءاللہ العزیز نقاب پوش بھیڑیوں کو دنیا والوں کے سامنے رسوا اور ذلیل وخوار کرائیں گے۔ پچھلے ایک شمارے میں پیر نوربخشیہ حضرت الحاج سید نواز حسین عیسوی کا انٹرویو پورے رسالہ کو زینت بخش رہا تھا۔ ایک سوال کا جواب بھی درکار ہے۔

سلمان علی شگری،

اردو یونیورسٹی آف آرٹس سائنسز

اینڈ ٹیکنالوجی، کراچی

٭جناب آپ کے مطلوبہ سوال کا جواب گذشتہ شماروں میں شائع ہو چکا ہے۔٭

گذشتہ دنوں مذہب حقہ صوفیہ نوربخشیہ کے مخلص شخصیت وسماجی کارکن شیخ حمایت علی ساکن کندوس لچھت اچانک رحلت کر گئے۔ مرحوم کی تکفین ونماز جنازہ کے فرائض مدرسہ شاہ ہمدان کے مخلصین حضرات نے انجام دیئے اور نعش کو باعزت طریقے سے آبائی گاؤں لچھت روانہ کئے۔ اس موقع پر اہلیان سینو نے مرحوم کی ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی۔

رپورٹ ایم اے حقانی، سینوی

معلم مدرسہ شاہ ہمدان، سکردو

یعقوب براہوی صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے کذاب سکندر کا ایڈریس انٹرنیٹ پر دیا۔ ان ۴۵ علماء کرام کے دلی جذبہ بخلوص و سلام پیش کرتے ہیں جنہوں نے کذاب سکندر کے خلاف فتوی صادر فرما کر نوربخشی قوم کو ایک بہت بڑے بحران سے بچالیا۔

نثار حسین افسر محمد عسکری

سرمیک، سکردو۔

ایک سمپوزیم میں شرکت کی غرض سے چار ہفتے کی دعوت پر جرمنی گیا ہوا تھا۔ یورپ میں قیام کے دوران انٹرنیٹ پر نوائے صوفیہ اور ہمارے مسلک کے بارے میں کوئی معلومات نہ ملنے پر بہت دکھ ہوا۔ اہل ذوق سے گذارش ہے کہ کم از کم نوائے صوفیہ، دعوات صوفیہ، الفقہ الاحوط وغیرہ کے بارے میں ایک ویب سائٹ ضرور بنائیں۔ کیونکہ یہ جدید دور کی ضرورت اور ایک اہم تقاضا ہے۔ کچھ نادر تصاویر بغرض اشاعت ارسال کی تھیں، ان کا کیا بنا؟

غلام حسن شگری،

زیڈ بی ایل، گلگت۔

٭جناب اس سلسلے میں محترم یعقوب صاحب نے پیش رفت کی ہے، ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک انہیں اس مقصد میں کامرانی عطا فرمائے، جبکہ ارسال کردہ تصاویر ہمیں موصول نہیں ہوئیں۔٭

علاقہ چھوربٹ کے ایک حساس موضع تھونگموس کے ایک مدرسہ کی افتتاحی تقریب کی رپورٹ ارسال کر رہا ہوں اور ساتھ میں چندہ دہندگان کے فہرست بھی ارسال خدمت ہے۔

جی ایم کوثر،

نمائندہ نوائے صوفیہ چھوربٹ

گلشن تصوف کا سدا بہار گلدستہ ہاتھ آیا جس سے بے چین دل کو سکون ملا۔ مضمون کی اشاعت پر بہت شکریہ۔ امید ہے کہ آئندہ بھی حوصلہ افزائی فرماتے رہیں گے۔

سید حسن شاہ سرمیکی۔

Copyright www.imamnoorbakhshia.org

اس رسالے کو پڑھ کر دل کو سکون ملتا ہے لیکن افسوس کہ نوربخشی جوانوں کو اس کی قدر نہیں۔ اسی رسالے کی بدولت نوجوانوں میں بیداری کی تحریک چلی ہے۔ جس سے مذہب کو استقامت مل رہی ہے۔ نوربخشی جوانوں سے میری التماس ہے کہ وہ اس رسالے کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کریں۔

طاہر علی، مری۔

سرورق پر چھپوانے کیلئے روضہ مقدس حضرت شاہ ہمدان کی ایک تصویر ارسال کی تھی لیکن اتنے عرصہ گزرنے کے باوجود چھپوائی نہیں گئی۔ نہ چھپوانے کی کوئی وجہ بھی معلوم نہ ہو سکی۔ ایک سوال بھی عرض خدمت ہے۔

غلام رسول کوروی

منٹھوکھا، کراچی۔

٭عکس مبارک نہیں ملی مطلوبہ سوال کا جواب مذکورہ شماروں میں ملاحظہ فرمائیں٭

بقیہ: حق کا علمبردار کون؟

اسی ضمن میں احتجاجی قراردادوں اور احتجاجی جلسے جلوس، اخبارات اور رسائل کا شدید ردعمل بھی شروع ہوا مبنی برحق شواہد اور ہماری بے لوث کوششوں پر بالآخر اسلامی نظریاتی کونسل نے ہمارے موقف کی تائید و توثیق میں فیصلہ سنا دیا۔ اب بھی دنیائے اسلام کا مجرم شخص "معجزہ خالدہ" کے عنوان سے مضامین لکھوا کر عالم اسلام کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے بیہودہ خود کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے میں سرگرداں نظر آ رہے ہیں۔

قارئین کرام! سکندر کے چیلوں کا ایک طرف نوربخشی رہنما کے خلاف ہرزہ سرائیاں اور دوسری طرف اپنے آپ کو اسلام کا دعویدار قرار دیتے ہوئے چیخ و پکار کرنا تحفظ اسلام و آبیاری اسلام کی خاطر ہماری مزاحمت کا نتیجہ ہے۔ "تبیان" ہماری اسلامی مدافعت کے ثمرات جو ملت نوربخشیہ میں شعور و بیداری کی صورت میں مل رہے ہیں سے خائف ہیں اور اسے متاثر کرنا چاہتے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ "نوائے صوفیہ" کی بروقت کردار کی بدولت جو خطرناک سازش فاش ہوئی ہے۔ اس انکشاف کے بارے میں ایک تلاطم اور ابہام کی کیفیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ سادہ لوح نوربخشی عوام سمجھ پائے کہ "نوائے صوفیہ" کیا تھا، ہاں جبکہ "تبیان" اور سکندری چیلے اپنے آپ کو قرآن اور اسلام کا محافظ جتا رہا ہے۔ اسلام کے دعویدار ہونے کے زعم میں "تبیان" کے مضامین، مندرجات اور ان کے تقریریں سب وقتی اور محض دکھاوا ہے۔ جبکہ اصل حقیقت ان عقائد باطلہ کی ہے جن کی ترویج شیخ سکندر نے "سیرۃ معصومین" کے نام سے شروع کر دی ہے۔

قارئین کرام! یہ مکاروں اور غداروں کا روز ازل سے شیوہ رہا ہے کہ وہ اپنے سازشی مشن کے بچاؤ اور کامیابی کے لئے ایمان، غیرت، مذہب سب کچھ بیچ کے نکلے ہوتے ہیں اور اپنے مکروہ عزائم کی برآوری کے لئے سب کچھ کر گزرنے پر آمادہ نظر آتے ہیں، بے غیرتی اور بے ضمیری کے کاموں سے ان کا جی کبھی نہیں بھرتا۔ لبادہ اور نقاب بچانے کی خاطر منبر رسول سے جھوٹی قسمیں کھانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ شیخ سکندر کا ماضی انہی اوصاف کا آئینہ دار ہے۔ سنا ہے "سید علی کریمی" نے بھی اسی طرح کے غیر مشکور سعی اور بے اجر اذیتیں اور تکلیفیں سہی تھیں اور اس کے چاہنے والے بھی اسی طرح کے گن گاتے تھے۔

لہذا "تبیان" کے بقول شیخ سکندر کے مذکورہ یہ اوصاف مخلصی کے علامات ہیں تو ایسی مخلصی ان ہی کو مبارک ہو جبکہ ہم ایسے مخلصی کے ثمرات پہلے بھی بھگت چکے ہیں اور اسے صریحاً غداری تصور کرتے ہیں۔ شیخ سکندر قابل احترام ہے تو متزلزل عقیدہ والوں کے ہاں محترم ہو گا جبکہ ہمارے نزدیک اس شخص کی حیثیت ملحد، زندیق، غدار، مکار سے زیادہ کچھ نہیں اور اس حیثیت کا تعین علمائے نوربخشیہ کے تاریخ ساز فتوے اور نوربخشی تاریخ کے شواہد نے کر دی ہے۔ کہ ازراہ پر نوربخشیوں کے ترجمان ہونے کے ناطے یہ ہمارا فرض بنتا تھا کہ نوربخشی عوام کو مکار بہروپیوں کے عزائم سے باخبر کیا جائے، سو وہ ایک حد تک ہم نے کر دیا۔ ہم اطمینان قلب کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ نوربخشی قوم بڑی حد تک بہروپیوں کے مکروہ عزائم سے یوں آشنا ہو گئے ہیں اور آئندہ ایسے ضمیر فروشوں کے چنگل میں ہرگز نہیں پڑیں گے۔

انشاء اللہ

ہم پرورش لوح و قلم کرتے رہیں گے
جو دل پہ گذرتی ہے رقم کرتے رہیں گے

٭باقی اعتراضات کا صوفیانہ تجزیہ آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں٭

www.sufianoorbakhshia.org Copyright

نوربخشؒ ہمارا رہبر

موسیٰ راغ کوروی

زندگی کو اقتدائے نوربخشؒ میں تو گزار اور جہاد نفس سے حالت ذرا اپنی سدھار
ختم کر ممکن ہو جتنا افتراق وانتشار ہے یہی نوربخشؒ کا اورشاہ ہمدان کا شعار

نوربخشؒ اپنا ہے رہبر، راہ حق کا شہریار
اتحاد عالم اسلام تھا جس کا شعار

معتدل رستے کو اپنانا سعادت کا نشان جھیلتا ہے ہر صعوبت راہ حق کا کاروان
اہل دل کے واسطے علم تصوف بیکراں خاص کر سونے کی یہ زنجیر ہے حق کا نشاں

نوربخشؒ اپنا ہے رہبر، راہ حق کا شہریار
اتحاد عالم اسلام تھا جس کا شعار

صوفیوں سے یاں ملاکر جو چلے اپنا قدم نور کی منزل اسے آخر ملے گی الجزم
وہ دوائے درد دل دیتے ہیں سب کو دم بدم ان کی صحبت کا نہیں ہوتا ہے [illegible] کیف کم

نوربخشؒ اپنا ہے رہبر، [illegible] حق کا شہریار
اتحاد [illegible] اسلام تھا جس کا شعار

[illegible] اہل دل کرتے ہیں یاں چارہ گری [illegible] انس میں برکت سے ان کی بہتری
صوفیوں کی اقتداء کرتا ہے [illegible] گری دیکھتا ہے خود وہ اپنے حال دل کی بہتری

نوربخشؒ اپنا ہے رہبر، راہ حق کا شہریار
اتحاد عالم اسلام تھا جس کا شعار

وقت ہے فیض تصوف دہر میں کرنے کا عام نوجوانو! کیوں نہیں کرتے ہو ریاضت صبح وشام؟
صوفیہ کا بس ہوا کرتا ہے ذکر وفکر کام صوفیوں کا تم بھی اب دنیا میں پھیلاؤ نظام

نوربخشؒ اپنا ہے رہبر، راہ حق کا شہریار
اتحاد عالم اسلام تھا جس کا شعار

© Copyright www.sufianoorbakhshia.org

اس رسالے کو پڑھ کر دل کو سکون ملتا ہے لیکن افسوس کہ نوربخشی جوانوں کو اس کی قدر نہیں۔ اسی رسالے کی بدولت نوجوانوں میں بیداری کی تحریک چلی ہے جس سے مذہب کو استقامت مل رہی ہے۔ نوربخشی جوانوں سے میری التماس ہے کہ وہ اس رسالے کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کریں۔

طاہر علی دمی۔

سرورق پر چھپوانے کیلئے روضۂ مقدس حضرت شاہ ہمدان کی ایک تصویر ارسال کی تھی لیکن اتنے عرصہ گزرنے کے باوجود چھپوائی نہیں گئی۔ نہ چھپوانے کی کوئی وجہ بھی معلوم نہ ہو سکی۔ ایک سوال بھی عرض خدمت ہے۔

غلام رسول کوروی

منگھوپیر، کراچی۔

٭ عکس مبارک نہیں ملی۔ مطلوبہ سوال کا جواب گزشتہ شماروں میں ملاحظہ فرمائیں۔

بقیہ: حق کا علمبردار کون؟

اسی ضمن میں احتجاجی قراردادوں اور احتجاجی جلسے جلوس، اخبارات اور رسائل کا شدید ردعمل بھی شروع ہوا مبنی برحق شواہد اور ہماری بے لوث کوششوں پر بالآخر اسلامی نظریاتی کونسل نے ہمارے موقف کی تائید و توثیق میں فیصلہ سنا دیا۔ اب یہی دنیائے اسلام کا مجرم شخص "معجزۂ خالدہ" کے عنوان سے مضامین لکھوا کر عالم اسلام کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے یہود و ہنود کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے میں سرگرداں نظر آ رہے ہیں۔

قارئین کرام! سکندر کے چیلوں کا ایک طرف نوربخشی رہنماء کے خلاف ہرزہ سرائیاں اور دوسری طرف اپنے آپ کو اسلام کا دعویدار قرار دیتے ہوئے چیخ و پکار کرنا تحفظ اسلام و آبیاری اسلام کی خاطر ہماری مزاحمت کا نتیجہ ہے۔ "تبیان" ہماری اسلامی مدافعت کے ثمرات جو ملت نوربخشیہ میں شعور و بیداری کی صورت میں مل رہے سے خائف ہیں اور اسے متاثر کرنا چاہتے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ "نوائے صوفیہ" کی بروقت کردار کی بدولت جو خطرناک سازش فاش ہوئی ہے، اس انکشاف کے بارے میں ایک حمام اور ابہام کی کیفیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ سادہ لوح نوربخشی عوام سمجھ نہ پائے کہ "نوائے صوفیہ" کیا کہتا رہا ہے جبکہ "تبیان" اور سکندری چیلے اپنے آپ کو قرآن اور اسلام کا محافظ جتا رہا ہے۔ اسلام کے دعویدار ہونے کے زعم میں "تبیان" کے مضامین، مندرجات اور ان کے تقریریں سب وقتی اور محض دکھاوا ہے۔ جبکہ اصل حقیقت ان عقائد باطلہ کی ہے جن کی ترویج شیخ سکندر نے "سیرۂ معصومین" کے نام سے شروع کر رکھی ہے۔

قارئین کرام! یہ مکاروں اور غداروں کا روز ابد سے شیوہ رہا ہے کہ وہ اپنے سازشی مشن کے بچاؤ اور کامیابی کے لئے ایمان، غیرت، مذہب سب کچھ بیچ کے نکلے ہوتے ہیں اور اپنے مکروہ عزائم کی برآوری کے لئے سب کچھ کر گزرنے پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ بے غیرتی اور بے ضمیری کے کاموں سے ان کا جی کبھی نہیں بھرتا۔ لبادہ اور نقاب بچانے کی خاطر منبر رسول سے جھوٹی قسمیں کھانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ شیخ سکندر کا ماضی انہی اوصاف کا آئینہ دار ہے۔ سنا ہے "سید علی کریمی" نے بھی اسی طرح کے غیر مشکور سعی اور بے اجر اذیتیں اور تکلیفیں سہی تھیں اور اس کے چاہنے والے بھی اسی طرح کے گن گاتے تھے۔

لہٰذا "تبیان" کے بقول شیخ سکندر کے مذکورہ یہ اوصاف مخلصی کے علامات ہیں تو ایسی مخلصی ان ہی کو مبارک ہو جبکہ ہم ایسے مخلصی کے ثمرات پہلے بھی بھگت چکے ہیں اور اسے صریحاً غداری تصور کرتے ہیں۔ شیخ سکندر قابل احترام ہے تو متزلزل عقیدہ والوں کے ہاں محترم ہوگا جبکہ ہمارے نزدیک اس شخص کی حیثیت ملحد، زندیق، غدار، مکار سے زیادہ کچھ نہیں اور اس حیثیت کا تعین علمائے نوربخشیہ کے تاریخ ساز فتوے اور نوربخشی تاریخ کے شواہد نے کر دی ہے۔ لہٰذا ازرہ فرض پر نوربخشیوں کے ترجمان ہونے کے ناطے یہ ہمارا فرض بنتا تھا کہ نوربخشی عوام کو مکار بہروپیوں کے عزائم سے باخبر کیا جائے، سو وہ ایک حد تک ہم نے کر دیا۔ ہم اطمینان قلب کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ نوربخشی قوم بڑی حد تک بہروپیوں کے مکروہ عزائم سے پوکنا ہو گئے ہیں اور آئندہ ایسے ضمیر فروشوں کے چنگل میں ہرگز نہیں پڑیں گے۔

انشاءاللہ

ہم پرورش لوح و قلم کرتے رہیں گے
جو دل پہ گزرتی ہے رقم کرتے رہیں گے

٭ باقی اعتراضات کا صوفیانہ تجزیہ آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں ٭

www.sultanoorbakhshia.org Copyright